REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 01/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ٭ و علی عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO. P.G.D.P. 3

جلد ۳۷ — شمارہ ۴۶

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ: سالانہ ۵۰ روپے — ششماہی ۲۵ روپے — ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۔۔۰ روپے — فی پرچہ ایک روپیہ

ایڈیٹر:۔ عبدالحق فضل

نائب:۔ قریشی محمد فضل اللہ

The Weekly "BADR" Qadian - 143516

۶ ربیع الثانی ۱۴۰۹ ہجری — ۱۷ نبوت ۱۳۶۷ ہش — ۱۷ نومبر ۱۹۸۸ ع

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۳ نبوت الوہر ۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُر نور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں اور مہمات دینیہ کے سرکرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کیساتھ اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ ●۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان اور جملہ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔

●۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی طبیعت زکام اور نزلہ کی شکایت کے سبب چند روز علیل رہی اب قدرے افاقہ ہے نقاہت باقی ہے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

قادیان دارالامان میں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پروقار انعقاد

رپورٹ مرتبہ:۔ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر قادیان

قادیان ۲۴ اکتوبر آج بوقت صبح ۸ بجے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت باسعادت کے موقعہ پر مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت روح پرور ماحول میں منعقد ہوا جس میں افراد جماعت قادیان کے ساتھ ساتھ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے مختلف جماعتوں سے ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں تشریف لائے ہوئے مہمانان کرام بھی شریک ہوئے۔ مکرم حافظ عبدالقیوم صاحب حال مقیم چنتہ کنٹہ کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمود احمد صاحب رضیع چنتہ کنٹہ کی نظم خوانی کے بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی پہلی تقریر ہوئی۔ محترم مولانا صاحب نے "دنیا کا محسن اعظم دنیا میں جلوہ گر" کے عنوان پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی تقریر کی ابتداء میں چند فارسی اشعار اور عربی قصیدے پڑھتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان بے پایاں ہے۔ آپؐ کے دم سے دنیا میں توحید حقیقی قائم ہوئی۔ آپؐ نے عصمت انبیاء قائم کر کے انبیاء کرام پر احسان کیا۔ وہ تعلیمات جو بگڑ چکی تھیں آپؐ نے محفوظ کر کے قرآن کریم کی شکل میں ہمارے سامنے رکھیں۔ یہ بہت بڑا احسان ہے نسل انسانی پر۔ آپؐ کا حاکموں پر، محکوموں پر، ظالموں پر مظلوموں پر بادشاہ اور رعایا پر امیر پر اور غریب پر غرضیکہ تمام طبقات پر احسان ہے۔ خاص کر ذات نسواں پر آپؐ کا احسان عظیم ہے۔ شراب نوشی سود خوری سے معاشرہ کو بچا کر قوموں اور سماج پر احسان کیا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کہہ کر اپنے متبعین پر بھی احسان فرمایا۔ ان تمام احسانات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک امتیاز دیا فرمایا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ مگر دوسرے انبیاء کے لئے فرمایا "سلام علی المرسلین" گویا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپؐ کے ان احسانات کی قدر دانی ہے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس محسن اعظم کے نقش قدم پر چلنے کی ہم سب کو توفیق عطاء فرمائے۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی ہوئی۔ محترم مولانا صاحب موصوف نے "حضورؐ کا رحمۃ للعالمین ہونا" کے عنوان پر بیان کرتے ہوئے فرمایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی ذات بابرکات اپنے اندر اس قدر کمالات رکھتی ہے جس کا ہم حقیقت میں احاطہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں اپنی تنگ دامنی کا گلہ ہوتا ہے کہ ان برکات کو سمیٹنے میں ناکام ہیں۔ اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اے محمد اگر تم سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے ارد گرد جمع نہ ہوتے، حضورؐ کے اندر بنی نوع انسان کی ہمدردی کا جوش اس قدر پایا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لعلک باخع نفسک۔ طائف کا واقعہ باوجود مظلوم اور بے بس اور لہولہان ہونے کے فرشتوں سے اپنے خونخوار دشمنوں کو معاف کر دینے کو کہنا آپ کے کمال درجہ کی رحمت شفقت اور بنی نوع انسان کی محبت پر دلالت کرتا ہے فتح مکہ کے وقت آپؐ نے اپنے خونی دشمنوں کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا اور فرمایا۔

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۶۷ ہش / دسمبر ۱۹۸۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۔ دسمبر ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کیلئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس روحانی اجتماع میں شرکت فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

۱۷ نبوت ۱۳۶۷ ہجری شمسی

غیر معقول مطالبات

مباہلہ کے کھلے کھلے چیلنج کے مقابل پر مکذبین علماء بار بار میدانِ مباہلہ اور وقت کی تعیین کے سراسر ناواجب اور غیر معقول مطالبات پیش کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے بار بار ان کو سمجھایا گیا ہے کہ قرآن کریم کی آیت ابتہال میں کسی میدانِ مباہلہ یا وقت کی تعیین کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ سنت نبوی میں فریقین کا وقت کی تعیین کے ساتھ کسی میدانِ مباہلہ میں جمع ہونا ثابت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اس میں بھی صرف تحریری کارروائی ہوئی تھی وقت یا میدان کا سوال پیدا نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا مباہلہ میں فریقین کا تحریری معنوی اعتبار سے شامل ہونا ضروری ہے جسمانی لحاظ سے شامل ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کے باوجود مکذبین علماء قرآن و سنت سے روگردانی اختیار کرتے ہوئے اپنے ناواجب مطالبات پر اصرار کرتے چلے جا رہے ہیں ؎

اپنے بگڑے ہیں ہمارے یہ فقیہانِ حرم
خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں (اقبالؔ)

آج ایک اور ہی حقیقت سے پردہ اٹھانا مقصود ہے کہ ہماری یہ دنیا تدریجاً ترقی کی منازل طے کرتی چلی جا رہی ہے۔ جب اعلیٰ درجہ کے نافع الناس اور وسیع ذرائع اور وسائل ہمیں حاصل ہو جاتے ہیں تو نسبتاً پرانے اور کمزور وسائل کو ترک کرنے پر ہم مجبور ہو جاتے ہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اونٹ، گھوڑے اور خچر وغیرہ سواری اور بار برداری کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ جب نئی نئی سواریاں ریل، موٹر، جہاز وغیرہ ایجاد ہو گئیں، تو ہم پرانی سواریوں کو ترک کر کے نئی سواریوں سے استفادہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہاں تک کہ حج بیت اللہ کے موقعہ پر بھی انہی نئی سواریوں سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

آج اگر کوئی "ملاجی" لوہے کی تلوار لے کر میدانِ جنگ میں کود پڑیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اسی اسلحہ سے جنگیں لڑی جاتی تھیں، تو ہر شخص ان پر لعنت ملامت کرے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسی وقت کا اسلحہ استعمال ہوتا تھا۔ اب زمانہ ترقی کر گیا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے زمانہ کا ترقی یافتہ اسلحہ استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ اس قسم کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

جب تک پریس ایجاد نہیں ہوا تھا قرآن کریم اور احادیث ہاتھ سے ہی لکھی جاتی تھیں۔ جب پریس کی ایجاد منصۂ شہود پر آگئی تو ہم پرانے طریق کو ترک کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور تمام مقدس کتابیں بھی پریس سے طبع ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ یہی معاملہ مباہلہ کا بھی ہے۔ آج اگر کسی میدانِ مباہلہ میں فریقین زبانی مباہلہ کا اعلان بھی کریں تو حفاظت اور ریکارڈ کے اعتبار سے یہ ایک مشکوک اور کمزور اور وقتی ذریعہ ہوگا۔ بمقابلہ پریس سے استفادہ کرنے کے کیونکہ پریس ایک نہایت عمدہ پرامن اور محفوظ ذریعہ ایجاد ہو گیا ہے۔ جس کو اختیار کر کے آیت ابتہال کے مطابق معنوی اعتبار سے فریقین مع اہل و عیال بڑی آسانی کے ساتھ مباہلہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ پھر جسمانی اعتبار سے کسی میدان میں جمع ہونے کی صورت میں نقضِ امن کا بھی خطرہ ہے جو حکومت پاک کے خلاف اشتعال انگیزی کے آرڈیننس کی رو سے ایسی صورت میں فتنہ و فساد پر منتج ہونے کا امکان ہے جبکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ کہ زمین میں فساد مت کرو۔ ان حالات میں ضروری تھا کہ مباہلہ تحریری طور پر پیش کیا جاتا اور پریس کے پرامن اور ریکارڈ رکھنے کے اعتبار سے زیادہ اہم ذریعہ کو اختیار کیا جاتا۔ پس معاندین احمدیت کے غیر واجب اور غیر معقول مطالبات جن کی وہ کوئی حقیقت پیش نہیں کر سکتے نامناسب ہیں ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

حقیقت یہ ہے کہ چیلنج مباہلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے تائیدِ احمدیت کے لئے اسلم قریشی کی بازیابی، جنرل ضیاء الحق کی ہلاکت کی سمیت ہلاکت، اور بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان میں قیامت خیز سیلابوں میں احمدیوں کی غیر معمولی حفاظت۔ جیسے عظیم الشان نشانات دیکھ کر یہ لوگ مبہوت ہو کر تجاہلِ عارفانہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ان لوگوں کی حالت بڑی ہی قابلِ رحم ہے بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان پیدا فرمادے۔ آمین ؎

تم کو مجھ سے ہے عداوت تو مجھے تم سے ہے پیار
میری یہ کیسی محبت ہے کہ جس میں نہیں (کلامِ محمود)

عبد الحق فضل

انتقالِ پُر ملال

افسوس! مکرم مولوی محمد صادق صاحب عارف درویش قادیان ۹ نبوت/نومبر کی درمیانی شب بعمر اسی سال قضاء الٰہی سے وفات پا گئے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ چند سال سے دل کے عارضہ میں مبتلاء تھے تاہم ہمت کر کے اکثر چلتے پھرتے دکھائی دیتے تھے ایک ہفتہ قبل دل کا سخت دورہ پڑا بروقت علاج کیا گیا ۹ نومبر کی رات طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور بوقت ۱۲ بجے شب داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین (ایڈیٹر)

ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے

دائم ہے ہمارا زندہ خدا ۔ ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
جو وعدہ کیا وہ پورا ہوا ۔ ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
تصویر گرجتے بادل کی ۔ اس بجلی پر جو نقش ہوئی
وہ جو کہ بناوے آگ فضا ۔ ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
وہ صدق و صفا کی تصویریں ۔ تحریر کہ بدی کی تحریریں
سچ تاریکی میں چھپ نہ سکا ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
چلتے ہیں اپنوں پہ خنجر لٹتے ہیں غمخواروں کے دفتر
یہ تخت ہے تختہ کس کا ہوا ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
گفتار کا غازی جو کہ بنا ۔ کردار کا غازی بن نہ سکا
تقدیر کے جنوں توڑا گیا ۔ ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
وہ کیا کہ ہوا ہے ماند پڑا ۔ وہ کیا کہ فضا میں لڑکھڑا رہا
کچھ اور ہی تیز رہے حق کی ضیاء ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
اس خاکِ زیاں سے جیتا ہو ۔ پھر کاہ کو بھی مٹاتا ہو
وہ کیسے اٹھا؟ وہ کیسے مٹا؟ ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
وہ سورج خود کو سمجھا تھا اپنے ہی دھوئیں میں کھو کے رہا
ذروں کی صورت بکھر گیا ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
ہم نورِ مسیحی لیکے گئے ۔ وہ درسِ عداوت بیچ گئے
وہ کون تھے؟ کب تھے؟ کس نے کہا؟ ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
ہم کلمہ طیب لکھتے رہے ۔ ڈٹ کر ہتے رہے، پیر بڑھاتے رہے
وہ چھینیں منابر، آن پہ بلا ۔ ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے
ہر احمدی حق کے ساتھ رہا ۔ ہر سر پہ نبی کا ہاتھ رہا
نظر یہ نظارہ جنت کا ہم دیکھتے ہیں ہم دیکھیں گے

(محتاج دعا ۔ غلام نبی ناظر یاڑی پورہ کشمیر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف توجہ فرمائی اور اسکی توبہ قبول فرمایا اور نجات بخشی

اسی طرح اللہ تعالیٰ آئندہ زمانے میں احمدیت میں بھی ایسے واقعہ کو دہرائے گا

یہ وہ نشان ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو سال پہلے فرما چکے ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۰ تبوک ۱۳۶۷ ہش / ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبدالحمید غازی صاحب ۱۶ گریسن ہال روڈ لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" کلیۃً اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

میں ابھی دو دن پہلے مشرقی افریقہ کے دورے سے واپس آیا ہوں جہاں مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مشرقی افریقہ کے چار ساحلی ممالک کے دورے کی توفیق ملی اور اس کے علاوہ واپسی پر دو تین دن پیرس بھی ٹھہرا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کی جماعت کے معاملات میں کچھ کام کی خبر اور آئندہ کے لئے بہتری کے منصوبے بنانے کی توفیق ملی۔

آپ شائد یہ توقع رکھتے ہیں کہ اس جمعے میں، میں اس دورے کے حالات بیان کروں گا۔ لیکن میرا آج ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ اس دوران مجھے غالباً پانچ خطبے باہر دینے کی توفیق ملی ہے۔ اور جو حالات میں وہاں دیکھتا رہا ہوں، میں ان کے متعلق انہی خطبات میں ساتھ کے ساتھ تبصرہ کرتا رہا ہوں، کچھ مضامین ایسے ہیں جو وقتاً فوقتاً یاد آتے رہیں گے تو ان کا تذکرہ بعد میں ہوتا رہے گا۔ اس وقت میرا ارادہ یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ

دو ایسے نشانات

کا ذکر کروں جو تاریخی لحاظ سے بہت پہلے کے ہیں۔ ایک قریب کے زمانے میں پہلے کا نشان ہے اور ایک بہت ہی بعید کے زمانے کا نشان ہے۔ مگر ان دونوں کا تعلق جماعت احمدیہ کی تاریخ سے ہے۔ اور ایک نشان تو ایسی نوعیت کا ہے جو تین زمانوں پہ پھیلا پڑا ہے۔ چونکہ قرآن کریم ایسے نشانات کا بار بار تذکرہ فرماتا ہے اور اس بات کی نصیحت فرماتا ہے کہ ان نشانات کا دور چلتے رہنا چاہیئے۔ ان کا ورد ہوتے رہنا چاہیئے کیونکہ اس سے ایمان کو تقویت ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور جمال اور جبروت اور اس کی غیر معمولی نصرت اپنے پیاروں کے لئے ذہن نشین ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے نشانات کا گاہے گاہے تذکرہ الٰہی جماعتوں کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔

وہ نشان جس کا میں نے ذکر کیا ہے، تین زمانوں پر پھیلا ہوا ہے

وہ حضرت موسیٰ اور فرعون کے مقابلے کا نشان ہے

اگرچہ اس واقعہ پر تینتیس سو (۳۳۰۰) سال گذر چکے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تقریباً تیرہ سو (۱۳۰۰) کچھ سال پہلے یعنی رعمسیس دوئم (RAMSES II) کے زمانے میں پیدا ہوئے اور فرعون کا واقعہ رعمسیس دوئم کے بیٹے منفتاح (MINFATAH) کے زمانے میں ہوا۔ تو اس لحاظ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً تیرہ سو (۱۳۰۰) یا کچھ کم سال پہلے یہ واقعہ گذرا ہے۔ اس میں ۶۲۲ سال عیسوی سن کے لحاظ سے ہجری کا سال کہلاتا ہے، جمع کردیں تو یہ تقریباً انیس سو (۱۹۰۰) کچھ سال بنتے ہیں۔ اس پر آج چودہ سو (۱۴۰۰) سال ہو چکے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے تک تیرہ سو (۱۳۰۰) سال اور گذر چکے تھے۔ تو یہ بتیس سو (۳۲۰۰) سال بن گئے اور ایک سو سال کا اور یہ عرصہ گذرا ہے۔ تو یہ کل عرصہ تینتیس سو (۳۳۰۰) جمع کچھ سال ہے جس میں اس نشان نے

تین دفعہ

اپنا جلوہ دکھایا ہے۔ اور اس نے حیرت انگیز طور پر ان تین مختلف زمانے کی تاریخوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کے اس نشان کا ذکر اس طرح ملتا ہے۔ کہ جب فرعون اپنے لشکریوں کے ساتھ غرق ہونے لگا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کی کہ اب میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کے خدا پر ایمان لاتا ہوں اس لئے تو مجھے بچالے۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا الآن! اب یہ کوئی وقت ہے بچنے کا! اور اس جواب میں بہت ہی گہری حکمت ہے۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا۔ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ (یونس: ۹۳) ہاں! ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے۔

ایک طرف یہ کہنا کہ اب کون سا وقت ہے۔ پھر اس کے بعد یہ فرمادینا کہ ہاں!

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش: ایس۔ عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساڑی ہاؤس صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

آج تیرے بدن کو نجات دیں گے۔ اس میں بہت ہی گہری حکمت ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب تیری روح کی نجات کا وقت تھا، تیری روح کو خطرہ تھا۔ اس وقت تو تو ایمان نہیں لایا۔ اب بدن کو خطرہ پیدا ہوا ہے تو تو ایمان لایا ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے ہم تیری ساری بات رد نہیں کرتے۔ روح کی نجات کا وقت تو گذر چکا ہے۔ ہاں تیرے بدن کو نجات دیں گے اور وہ محض ایک طعن کے رنگ میں نہیں بلکہ اس غرض سے کہ آئندہ نسلوں کیلئے یہ ایک عبرت کا نشان بن جائے۔ دراصل یہ ہے وہ مکمل جواب جو اُس جملہ سے جو اب میں نے تمثیل بیان کیا ہے۔

یہ نشان اگرچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً ۱۹۰۰ سو سال پہلے ہو چکا تھا۔ لیکن قرآن کریم نے یہ فرمایا کہ اس نشان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بھی وابستہ کر دیا۔ کیونکہ اس گفت و شنید کا، خدا تعالیٰ سے آخری وقت میں اس دعا کا اور اُس جواب کا،

بائیبل میں کوئی ذکر نہیں ملتا

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ۲۰۰۰ سال پہلے تک اگرچہ فراعین مصر کی لاشوں کی ممیز (MUMMIES) یعنی حنوط شدہ لاشیں مرتب محفوظ سمجھی جاتی تھیں اور معلوم تھا کہ وہ بادشاہوں کے کن مقبروں میں محفوظ ہیں۔ لیکن ۲۰۰۰ سال پہلے وہ اچانک غائب ہو گئیں۔ اور کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ کہاں چلی گئیں۔ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں بھی اُن کا کوئی وجود، کوئی نشان معلوم نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ۶۰۰ سال گذر چکے تھے۔ اس لئے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ لاش محفوظ ہے۔

علاوہ ازیں چونکہ وہ موت غرقابی کے ذریعے ہوئی تھی اس لئے اندازہ لگانے والا ایک عام شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس فرعون کی لاش تباہ ہو چکی ہو گی۔ مچھلیاں کھا گئی ہوں گی۔ یا ویسے جب سمندر کی دوسری لہریں واپس آئی ہیں۔ ۔ وہ لاش کو اپنے ساتھ لے گئی ہوں گی۔ ۔ ۔ چونکہ یہ ڈیلٹا (DELTA) کا واقعہ ہے۔ اس لئے دریا اور سمندر آپس میں ملتے تھے۔ کبھی دریا آگے بڑھ گیا، کبھی سمندر آگے بڑھ گیا۔ تو ایسے حالات میں بظاہر یہ امید نہیں کہ اس کی لاش محفوظ ہو سکتی ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا یہ بیان کہ

خدا تعالیٰ نے فرعون سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم تیری لاش محفوظ رکھیں گے

تا کہ آئندہ زمانے کے لئے عبرت بنے (۱۰:۹۳) ایک حیرت انگیز نشان ہے اور یہ لاش اسی زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں دریافت ہوئی ہے۔ نہ صرف یہ لاش، بلکہ سارے فراعنہ کی لاشیں اس زمانے میں دریافت ہوئی ہیں۔ چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اسی صدی کے آغاز میں جب پہلی مرتبہ، مصر کے گورنر کو معلوم ہوا کہ باوجود اس کے کہ پرانے مقابر مختلف تاریخی وقتوں میں، لوٹے جا چکے ہیں۔ مصر میں اچانک ازمنہ قدیم کے کچھ ایسے نشانات بکنے شروع ہوئے ہیں، جن کے اُس زمانے میں، مصر کے بازاروں میں بکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، تو اُس نے تحقیق کا حکم دیا تو پتہ لگا کہ واقعی وہ شاہی نشانات ہیں اور یقینی طور پر فراعین مصر سے تعلق رکھتے ہیں چونکہ بادشاہوں کے سب مقابر معلوم تھے۔ وہ خالی پڑے ہوئے تھے، اُن میں جو چیزیں لوٹنے کی تھیں وہ لوٹی جا چکی تھیں، بقیہ جو سامان حکومتوں کے ہاتھ آیا وہ پہلے ہی عجائب گھروں کی زینت بن چکا تھا۔ اس لئے گورنر مصر کو بہت تعجب ہوا اور اُس نے تحقیق کرائی تو پتہ لگا کہ

کوئی عبدالرسول خاندان ہے جو یہ کاروبار کر رہا ہے

چنانچہ کچھ دباؤ اور کچھ بار بار کی پرسش کے نتیجے میں اور کچھ عرب دستور کے مطابق، ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر جب انہوں نے اُس کے تلووں پہ ساٹھ مار سے تو آخر اُس نے بتایا کہ بادشاہوں کے ان مقابر سے تقریباً ایک میل دور ایک اور مقبرہ بھی ہے جس کا کسی کو کوئی پتہ نہیں تھا۔ اور اس میں یہ ساری چیزیں محفوظ پڑی ہیں۔ وہاں پرانے بادشاہوں کی لاشیں بھی ہیں۔ ہم نے انہیں اس لئے ہاتھ نہیں لگایا کہ اس سے ہم پکڑے جاتے۔ چنانچہ محققین کی ایک ٹیم وہاں گئی اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں بہت سے فراعین مصر کی لاشیں اکٹھی موجود تھیں۔ اور چونکہ وہ محقق پرانی زبان پڑھ سکتا تھا اس نے اس بات پہ مہر تصدیق ثبت کی یہ قطعی طور پہ پرانے فراعین کی لاشیں ہیں۔ اس کے کچھ دیر کے بعد وہاں قریب ہی ایک اور مقبرہ بھی دریافت ہوا جہاں تیرہ (۱۳) فراعین کی لاشیں ملیں۔ اُن لاشوں میں

منفتاح (MINFITAH) کی لاش بھی تھی۔

اُس کے باپ اور دادا کی لاشیں بھی تھیں اور کئی اور اہم فراعین کی لاشیں بھی وہاں موجود تھیں۔ چنانچہ محققین بڑی حیرت سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو تمام محققین دم بخود رہ گئے۔ اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ لاشیں جو تین ہزار (۳۰۰۰) سال تک گم رہی ہیں وہ اچانک دریافت ہوں گی اور بالکل صحیح حالت میں، جس طرح (MUMMIFIED) ممی کی گئی تھیں، اسی طرح پڑی ہوئی ملیں گی۔ چنانچہ اس پہ مزید تحقیقات ہوتی رہیں۔

چونکہ اُس زمانے میں بھی چوریاں شروع ہو گئی تھیں۔ بہت مال و دولت ساتھ دفنایا جاتا تھا۔ اس لئے اُس زمانے میں بھی چور اور اُچکے مال و دولت کے لالچ میں بار بار مقبروں پر حملے کر کے قیمتی چیزیں چُرا لیا کرتے تھے۔ تحقیقات کے نتیجے میں پتہ لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دو تین سو سال کے کسی عرصے میں مصر کے پادریوں یا مہنتوں، پنڈتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حفاظت کی خاطر ان بادشاہوں کی لاشوں کو کسی مخفی جگہ منتقل کر دیا جائے۔ دوسرا ساز و سامان وہیں رہنے دیا گیا اور بادشاہوں کی لاشوں کو حفاظت کے ساتھ دو مقبروں میں دفنا دیا گیا۔ جس کا راز تین ہزار سال بعد اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد معلوم ہوا ہے۔

پس قرآن کریم کا یہ معجزہ کوئی معمولی معجزہ نہیں۔ حیرت انگیز معجزہ ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، یہ نشان تین ہزار سے زائد سالوں کے عرصے تک پھیلا ہوا ہے اور تین ہزار سالوں سے زائد زمانوں میں پھیلے ہوئے مختلف عہدوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ پہلا عہد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عہد ہے۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے۔ پھر آپؐ کی امت میں ہونے والے ایک آئندہ واقعہ سے اس کا تعلق ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ فراعین مصر اور اُن کا جو سلسلہ چلا ہے، یہ بھی

دنیا کا طویل ترین سلسلہ ہے

کوئی اور تہذیب اور کوئی اور بادشاہت اتنے طویل عرصے تک نہیں پھیلی چنانچہ محققین کے نزدیک فراعین مصر کا سلسلہ تین ہزار سے زائد سالوں تک جاری رہا۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ اُس کی تقدیر کے اظہار کی بڑی گہری حکمتیں ہوتی ہیں اور یہ باتیں کئی رنگ میں آپس میں ملی ہوئی ہیں اور ان کے روحانی تاریخ کے بھی اور دنیاوی تاریخ کے بھی تعلقات ہیں۔

اب میں اس مضمون کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض احادیث سے مزید واضح کرتا ہوں۔

یہ بات کہ آئندہ زمانے میں امتِ محمدیہ کے ساتھ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ کا ایک تعلق ہو گا۔ اور اس فرعون کا ایک تعلق ہو گا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائی اور آپؐ نے اس کا خوب، کھول کر ذکر فرمایا۔

جامع ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی صوم المحرّم میں ایک روایت

یہ خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔

سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَیُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ بَعْدَ
شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهٗ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا یَسْئَلُ عَنْ
هٰذَا اِلَّا رَجُلًا سَمِعْتُهٗ یَسْئَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَیُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ
قَالَ اِنْ کُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ
فَاِنَّهٗ شَهْرُ اللّٰهِ فِیْهِ یَوْمٌ تَابَ اللّٰهُ فِیْهِ عَلٰی قَوْمٍ
وَیَتُوْبُ فِیْهِ عَلٰی قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۝

ترمذی کی اس حدیث کی شرح میں حاشیہ میں لکھا ہے :۔

هُمْ قَوْمُ مُوْسٰیؑ نَجَّاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فِرْعَوْنَ وَاَغْرَقَهٗ۔

کہ اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس قوم کا ذکر فرمایا ہے وہ موسیٰؑ کی قوم تھی اُن کو تو اللہ نے فرعون سے نجات بخشی اور فرعون کو غرق فرما دیا۔

اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے :

"ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ مجھے نصیحت فرمائیں کہ میں رمضان کے علاوہ کس مہینے میں روزے رکھوں آپؓ نے فرمایا تم سے پہلے میں نے صرف ایک شخص کو ایسا سوال کرتے ہوئے سنا ہے اور وہ شخص تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہا تھا اس کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے رمضان کے سوا کسی اور ایک مہینے میں خاص طور پر روزے رکھنے ہیں تو محرم کو اختیار کرو کیونکہ وہ خدا کا مہینہ ہے اس میں ایک ایسا دن آتا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف توجہ فرمائی اور اس کی توبہ کو قبول فرمایا اور اس قوم کو اس کی توبہ کے نتیجے میں نجات بخشی ... وَيَتُوْبُ فِيْهِ عَلٰی قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ .... اور اسی طرح اللہ تعالیٰ آئندہ زمانے میں آخرین میں بھی اس واقعہ کو دُہرائے گا اور آخرین میں بھی بعض لوگوں کی توبہ کو قبول فرماتے ہوئے انہیں فرعون سے نجات بخشے گا" ۔۔۔ اور یہ اسی مہینے میں ہونے والا واقعہ ہے۔

اس کے بعد اس دن کی تعیین فرمائی کہ ایسا کس دن ہوا تھا اور آئندہ بھی اسی دن کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔ محرم کا مہینہ تو واضح فرمایا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْاَيَّامِ وَسُئِلَ عَنْ يَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ قَالَ يَوْمُ نَحْسٍ
قَالُوْا وَكَيْفَ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَغْرَقَ فِيْهِ
فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ ۔ (الدّرّ المنثور للسیوطی جزء ۶ صفحہ ۱۲۵)

کہ۔۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دنوں اور بالخصوص (یوم اربعاء) یعنی بدھ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا منحوس دن۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو فرمایا اس روز اللہ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا۔

محرم اور بدھ کا دن

یہ وہ نشان ہے کہ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے فرما چکے ہیں اور خود آپؐ کے ارشاد کے مطابق قوم موسیٰؑ کے ساتھ گزرنے والے واقعات میں سے خصوصاً فرعون والا واقعہ دہرایا جائے گا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق آئندہ قوم آخرین میں یہ واقعہ دہرایا جانے والا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ قوم آخرین کون سی ہے؟

اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید وضاحت فرمائی جو ترمذی ۔ ابواب الصوم باب ماقیل فی یوم عاشوره میں درج ہے :

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :

یہ وہ دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ ملا اور سمندر سے نجات حاصل ہوئی اور اس طرح کا ایک واقعہ میری اُمت میں بھی آئندہ ہونے والا ہے۔

تو قوم آخرین سے مراد کوئی دوسری قوم نہیں بلکہ اُمت محمدیہ ہی ہے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور اگر یہ وضاحت نہ بھی ہوتی تب بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کس کی اُمت کے حق میں خدا تعالیٰ ظاہر فرما سکتا ہے۔

اس لئے وہ تو بہرحال قطعی بات ہے لیکن مزید تقویت ایمان کی خاطر میں یہ حدیث بھی آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں :

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے آج سے تقریباً ۸۶ سال پہلے یہ خبر دی کہ یہ واقعہ آپؑ کے زمانے میں ہونے والا ہے۔ آپؑ کے ساتھ پیش آنے والے واقعات ہیں جن کی یہ پیشگوئیاں کی گئی ہیں چنانچہ آپؑ سے الہامًا فرمایا گیا۔

یَاْتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی
(تذکرہ صفحہ ۴۴۶)

کہ تجھ پر ایسا زمانہ آنے والا ہے جیسا موسیٰ کے اوپر ایک زمانہ آیا تھا۔
(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۶ ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء)

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۸ار مارچ ۱۹۰۷ء کو وصال سے قریباً ایک سال پہلے یہ الہام ہوا :

"ایک موسیٰ ہے میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا" (تذکرہ صفحہ ۶۰۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔

"اِنَّهٗ کَرِیْمٌ تَمَشّٰی اَمَامَكَ وَعَادٰی مَنْ عَادٰی

کل جو الہام ہوا تھا۔ یَاْتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی۔ یہ اسی الہام سے آگے معلوم ہوتا ہے۔ جہاں ایک الہام کا قافیہ جب دوسرے الہام سے ملتا ہے خواہ وہ الہامات ایک دوسرے سے دس دن کے فاصلہ سے ہوں مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں کا تعلق آپس میں ضرور ہے۔ یہاں بھی موسیٰ اور عادیٰ کا قافیہ ملتا ہے اور سفر توریت میں اس قسم کا مضمون ہے کہ خدا نے موسیٰ کو کہا کہ تو چل میں تیرے آگے چلتا ہوں"۔
(بدر ۲ر جنوری ۱۹۰۳ء ۔۔۔ تذکرہ صفحہ ۴۴۷)

ان امور سے یہ ثابت ہوا کہ فرعون کے ساتھ ہونے والے واقعات تو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ فرعون نے جو مظالم کئے ان کے جواب میں خدا تعالیٰ کی ایک ایسی تقدیر ظاہر ہوئی تھی جس نے دوبارہ ظاہر ہونا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عظیم الشان معجزہ قرآن کریم کے ایک بیان کی صورت میں ظاہر ہوا جس نے گزشتہ تاریخ کے ایک چھپے ہوئے واقعہ کو روشن کر دیا جس کے متعلق دُنیا کا کوئی اندازہ لگانیوالا، کوئی مفکر وہم وگمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ جب کوئی دہریہ مجھ سے خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت مانگتا ہے تو ان میں سے میں ایک یہ مثال بھی دیا کرتا ہوں۔ میں اُن سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشهادة ہے اور تم لوگ کہہ سکتے ہو کہ غیب کا علم تو کئی ٹونیوں اور زائچوں کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مگر قرآن کریم نے تین قسم کے ایسے غیب بیان فرمائے ہیں جن کے متعلق تم خود ماننے پر مجبور ہو جاؤ گے کہ کوئی زائچہ کوئی اندازہ اس قسم کے غیب پر اطلاق نہیں پا سکتا۔

ایک غیب کا تعلق ہے ماضی کے واقعات سے اور اُن میں سب سے نمایاں واقعہ یہ

فرعون والا واقعہ

جیسے کوئی انسان حضرت موسیٰ کے زمانہ کے بعد جو تقریباً ۱۹۰۰ سال کے بعد آیا ہو وہ ۱۹۰۰ سال پہلے ہونے والے اس واقعہ کے متعلق ایسا اندازہ لگا سکے جس کو انسان کی نظر دیکھ رہی ہو اور جس کا اس سے ثبوت مانگا جائے تو کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ تو سو سال گزر جائیں دو سو سال گزر جائیں۔ تین سو سال گزر جائیں۔ ہزار سال گزر جائیں۔ اس پر بھی تین سو سال گزر جائیں اور اس وقت تک اگر سوالوں سے پوچھا جائے کہ بتاؤ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ فرعون کی لاش محفوظ ہے تو کوئی جواب نہ دے سکے کوئی انسانی عقل اور کوئی دانا انسان یہی ایسی گپ بنا نہیں سکتا اگر یہ کہ یہ خبر جس کا تعلق عالم الغیب والشہادۃ خدا سے نہ ہو وہ ایسی بات وہم و گمان میں بھی نہیں لا سکتا۔

چنانچہ

بعض کے

یہیں سے عیسائیوں نے یہ بات دہریوں کے سامنے رکھی

وہ کہتے ہیں کہ اس کا جواب نہیں دے سکے آپ بھی تجزیہ کر کے دیکھیں قرآن کریم کا یہ ایک ایسا معجزہ ہے کہ اس کی کوئی نظیر آپ کو کسی اور جگہ نہیں ملے گی ماضی کے ایک ایسے بعید کے زمانہ کے واقعہ کو دہرانا اور اس کے ایک ایسے پہلو کو اجاگر کرنا جو تاریخ میں کہیں مذکور نہیں اور اس سے متعلق دعویٰ کرنا خود اپنے آپ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ان معنوں میں ایک ایسا دعویٰ کرنا جس کا ثبوت نہیں پیش کیا جا سکتا جس کو تاریخ بظاہر جھٹلا رہی ہے جس کو ہر معقول آدمی رد کرتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ تیرہ سو سال کے بعد خدا تعالیٰ کی تقدیر اس کی سچائی میں ایسے ثبوت مہیا کر دے گی جن کو زمین اگلے گی اور دنیا اس کا انکار نہیں کر سکے گی۔

منفتاح کے متعلق ایک بات یہ قابل غور ہے جب منفتاح ڈوب کر مرا ہے تو کیا اس کے متعلق تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ درج ہے؟

محققین اس بات کو تعجب سے دیکھتے ہیں۔

چنانچہ بعض مورخین نے جو عیسائیت سے متأثر نہیں ہیں اس کو شک کی نگاہ سے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک فرعون ڈوب کر مرا ہو۔ موسیٰؑ سے اس قسم کا مقابلہ ہوا ہو اور مصر کی تاریخ میں یہ واقعہ مذکور ہی نہ ہو! اس لئے یہ پہلو ایسا ہے جس کے متعلق کچھ مزید کہنے کی ضرورت ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ خود یہی مورخین جو شک کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم کھلا یہ بات لکھ چکے ہیں کہ مصر (EGYPT) کے فراعین چونکہ خدا کا مظہر سمجھے جاتے تھے اس لئے ان کے متعلق تخفیف کی کوئی بھی بات وہ تاریخ میں محفوظ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ تخفیف اور ذلت کے واقعات کو الٹا کے ان کی شان و شوکت کے واقعات کے طور پر بیان کیا کرتے تھے چنانچہ اس کا سب سے بڑا ثبوت خود رعمسیس ثانی (RAMSES II) کے زمانے میں ملتا ہے یعنی وہ فرعون جس کے زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جس کے بیٹے سے پھر بعد میں مقابلہ ہوا ہے رعمسیس ثانی کو اپنے ایک دشمن کے ہاتھوں ایسی زک اٹھانی پڑی کہ اگر وہ غیر معمولی جرأت اور ہوشیاری سے کام نہ لیتا تو وہ جنگ میں ہلاک ہو جاتا اُن کے بچھائے ہوئے جال میں وہ پھنس گیا اور بظاہر اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں تھی اس شکست کو مصر کی اس زمانے کی تاریخ عظیم الشان فتح کے طور پر پیش کر رہی ہے جبکہ تمام تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ بہت ہی ذلت آمیز شکست تھی اور آپ مصر کی تاریخ کا مطالعہ کریں خود بھی محققین لکھتے ہیں اس واقعہ کو کبھی شکست کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس فتح کو منانے کے لئے اس نے بڑی بڑی عظیم عمارتیں بنانا شروع کیں اور گویا کہ وہ ذلت کی جائے اس شکست کو فتح کے طور پر پیش کرتا تھا اور اس

فتح کی شان منانے کیلئے

اس نے بہت بڑی بڑی عظیم عمارتیں بنوائیں تو کیسے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایسی ذلت آمیز شکست اور خدا کی تقدیر کا نشانہ بننے کے واقعہ کو مصر کی تاریخ اس رنگ میں محفوظ کرتی!

جہاں تک مورخین کا تعلق ہے وہ یہی سمجھتے ہیں کہ اس فرعون کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ دفنایا گیا ہے۔ اور اس کا عظیم الشان سوگ منایا گیا ہے اور اس کے جسم کو محفوظ رکھنے کا بڑی دھوم دھام کے ساتھ جو طریق تھا اختیار کیا گیا یعنی اسی طرح جس طرح کہ باقی فراعین کو دفن کرتے وقت شان و شوکت کے ساتھ بہت قیمتی جواہر اور سونے کے برتن اور اسی طرح دنیوی ساز و سامان کے ساتھ دفنایا کرتے تھے اس کے ساتھ بھی دفنائے گئے اس زمانے کا مورخ اس واقعہ کو کبھی بھی شکست کے طور پر تسلیم نہیں کر سکتا اس زمانے کا انسان جو پیچھے رہ گیا تھا اس کی تو اس شان و شوکت سے آنکھیں چندھیا گئی ہوں گی۔ سارے مصر میں ماتم منایا گیا اور اس کی موت ایسی دھوم دھام سے منائی گئی جو تاریخی اور روایتی طور پر فراعین کی موت کے ساتھ وابستہ ہوا کرتی تھی۔

ان کا یہ اعتراض کہ وہ ڈوب کر مرا ہی نہ ہو کیونکہ اس کی لاش پر ایسے اثرات نہیں ملتے جس سے یہ ثابت ہو کہ اس کے اوپر کسی قسم کی وائیلنس (VIOLENCE) کے نشان ہیں یعنی مچھلی کے کاٹنے کے یا اور قسم کے۔ یہ بات قرآن کریم کے بیان کو جھٹلاتی نہیں بلکہ اس کی تائید کرتی ہے قرآن کریم نے فرمایا نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ ...

خدا نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے۔ کس مچھلی کو مجال تھی کس سمندری جانور کو طاقت تھی کہ خدا کے اس فیصلے کے خلاف فرعون کی لاش کو کوئی نقصان پہنچا سکتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو واقعہ بیان فرمایا یہ اس کی عظمت کو دوبالا کرنے والی بات ہے۔ رہا یہ کہ کیسے ہوا ہو گا یہ سمجھنا تو کوئی مشکل نہیں کیونکہ یہ واقعہ دریائے نیل اور سمندر کے سنگم پر ہوا ہے جو ڈیلٹا DELTA کا علاقہ کہلاتا ہے اور مصر کے شمال مشرقی حصہ میں ہوا ہے اس بات پر مورخین اس لئے متفق ہیں کہ پرانی تاریخوں میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ جس جگہ حضرت موسیٰؑ اور آپ کی قوم نے دریا کو پار کیا تھا — یعنی یہ بات بحث طلب ہے کہ سمندر تھا اور پھٹ گیا تھا یا دریا اور سمندر کے جوڑ پر یہ واقعہ ہوا ہے اس جگہ ایک ریڈ REED ملتی ہے جسے پاپارس — (PAPARIUS) کہتے ہیں۔ یہ وہ ریڈ ہے جس سے کاغذ بنایا جاتا ہے ہم جب یوگنڈا گئے تو دریائے نیل کا دہانہ بھی وہیں ہے دریائے نیل کے کنارے کنارے یہ ریڈ بہت کثرت سے پائی جاتی ہے اور یہ ریڈ مسلسل مصر تک دریائے نیل کے کنارے پر ملتی ہے۔ مورخین کہتے ہیں کہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ پاپارس وہاں موجود تھی۔ اس لئے وہ سمندری پانی نہیں ہو سکتا کیونکہ کھارے پانی میں پاپارس کا پودا نہیں اُگتا۔ یہ میٹھے پانی کا پودا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ایسی جگہ ہوا ہے جو دریائی علاقہ تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سے سمندر پیچھے ہٹ گیا ہے اور یہ خشک دور کا واقعہ تھا چونکہ سمندر کے پیچھے ہٹنے کے نتیجہ میں دریا کے اندر سے ہی اونچی سطح کے کچھ علاقے نمودار ہو جاتے ہیں جس پر انسان آسانی سے دریائی علاقے کو پار کر سکتا ہے جب سمندر دوبارہ طغیانی میں آئے اور لہریں اوپر چڑھ جائیں اس وقت جو لوگ وہاں موجود ہوں وہ غرق بھی ہو سکتے ہیں۔ تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام گزر چکے ہیں اور سمندر کی لہریں جوار بھاٹا کے نتیجے میں جو ہوتا رہتا ہے اپنے اونچے ہونے کے وقت میں اوپر چڑھ آئیں اور فرعون غرق ہوا اور پھر وہ ساتھ ہی ہٹ بھی گئی ہوں گی اس لئے ہرگز بعید نہیں کہ اس واقعہ کے ہونے کے بعد ایک شور قیامت بپا ہو گیا ہو اور باقی فوج نے فرعون کی لاش کو فوری طور پر محفوظ کر لیا ہو کیونکہ اگر غرقاب شدہ لاش کو چند گھنٹوں کے اندر اندر دریافت کر لیا جائے تو اس پر کسی قسم کے کوئی ایسے آثار ظاہر نہیں ہوتے جس سے آپ یہ کہہ سکیں کہ یہ ڈوب

کر رہا ہے اور پھر جب لاش ممی (MUMMY) حنوط ہو جاتی ہے تو اس کے بعد تو انسان کسی لحاظ سے بھی اس کو نقصان نہیں کر سکتا۔

میں نے خود ایک لاش کو ڈوبنے کے قریباً ۲۴ گھنٹے بعد نکالا ہے۔ محلہ دارالعلوم میں دریائے چناب کے کنارے پر ہمارے ایک احمدی فوجی نوجوان ڈوب گئے تھے انہیں غوطہ خور تلاش نہیں کر سکے۔ پھر میں بھی وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ اندر اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جس طرح کوئی زندہ آدمی بیٹھا ہوا ہو۔ لاش پر کسی قسم کا کوئی بد اثر یا کسی چوٹ کا کوئی نشان نہیں تھا۔ لاش کو پہلے سے اوپر اٹھی ہوئی تھی اور پانی میں نیم معلق تھی میں نے بغل میں ہاتھ دے کے لاش کو باہر نکالا اس پر کوئی بد نشان نہیں تھا۔

تو مورخین کا یہ خیال کر لینا کہ چونکہ اس کے جسم پر کسی سمندری جانور نے کوئی حملہ نہیں کیا یا کوئی بد نشان نہیں ملتے اس لئے یہ واقعہ غلط ہوگا بالکل بے معنی بات ہے یہ واقعہ

قرآن کریم کے اعجازی نشان کو

اور بھی زیادہ بڑھا کر اور چمکا کر پیش کرتا ہے۔ باوجود اس کے کہ اس کی لاش کے ضائع ہونے کا امکان تھا پھر بھی وہ لاش ضائع نہیں ہوئی۔

فرعونِ مصر کے ساتھ کچھ اور واقعات بھی وابستہ ہیں اور اس زمانے میں کچھ واقعات ہیں۔ اب تاریخ اپنے آپ کو ان معنوں میں تو بہر حال نہیں دہرایا کرتی کہ لفظاً لفظاً وہی چکر دوبارہ چل پڑے گویا کہ خدا کی تقدیر ہیں اور کوئی نقشہ ہی نہیں ایک ہی نقشہ ہے جو کچھ عرصہ کے بعد دہرایا جاتا ہے۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ۱۱ اور ۱۲ کی درمیانی رات کو یہ مضمون کھول کر سمجھا دیا اور میں نے ۱۲ تاریخ کے خطبے میں بیان ہی تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں کچھ انگریز بیٹھے ہوئے ہیں اور انگریزی ترجمہ کے متعلق سوال کر رہے ہیں کہ یہ ترجمہ درست نہیں لگتا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عبارت کا ترجمہ گویا میں نے یا میرے ساتھ مل کر چند لوگوں نے کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انگریزی محاورے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو اس طرح دہراتی ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں ہم تو اور معنوں میں لیتے ہیں گویا ہر چیز دہرائی جاتی ہے۔ لیکن ہم نے جو حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت کا ترجمہ کیا ہے اس میں یہ عبارت بنتی ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو اس طرح دہراتی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے عقوبت کے واقعات کو دہراتا ہے۔ جن قوموں کو سزا دیا کرتا ہے اُن کے

سزا دینے کے واقعات کو دہراتا ہے

اس پہلو سے مجھے اس میں ایک خوشخبری بھی معلوم ہوئی وہ خوش خبری اس لئے کہ مجھے اس الہام کو پڑھتے ہوئے ہمیشہ ایک فکر لاحق ہوا کرتی تھی۔ کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں تو اور بھی بہت تکلیف دہ واقعات ہوئے ہیں جو بعض اپنی قوم ہی کی طرف سے اُن کو پہنچے قرآن کریم میں ایک سے زائد جگہ اُن کا ذکر ملتا ہے۔ سب سے بڑا ایک تکلیف دہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے جانے کے بعد قوم نے بچھڑے کو اپنا خدا بنا لیا تھا اور قوم سونے (GOLD) کے بچھڑے سے متاثر ہو گئی تھی۔ اور بھی کئی قسم کے ایسے تکلیف دہ واقعات گزرے ہیں جن کو پڑھنے کے بعد دل میں ایک خوف طاری ہوتا تھا وہم پیدا ہوتے تھے کہ

اگر تاریخ اپنے آپ کو اسی طرح دہرایا کرتی ہے اور "زمینِ موسیٰ" سے یہی مراد ہے تو پھر خدانخواستہ بعض تکلیف دہ چیزیں بھی دیکھنے میں آئیں گی۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا واقعہ قطعیّۃً کوئی نہ ہو لیکن اس رؤیا کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ زمینِ موسیٰ کا زمانہ مجھ پر آنے والا ہے جس کے متعلق حضرت مصلح موعود نے واضح طور پر لکھا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آئندہ کسی خلیفہ کے زمانے میں یہ واقعات رونما ہوں گے اُن میں وہ شر انگیز واقعات شامل نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ جو بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت میں تاریخ دہرانے کا یہ ترجمہ بیان ہوا ہے کہ

خدا تعالیٰ اپنی عقوبت اپنی پکڑ کے واقعات

کو اُس سلوک کو دہراتا ہے جو خدا تعالیٰ کے بندوں سے دشمنی کرنے والوں کے ساتھ وہ کیا کرتا ہے۔

تو اُمید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ "زمینِ موسیٰ" کے تقدیرِ الٰہی کے دشمنوں سے سلوک کے واقعات تو دہرائے جائیں اور اللہ فضل کرے تو ان کو بھی ہدایت دے اور یہ واقعات بھی اس شدت سے نہ دہرائے جائیں۔ لیکن وہ واقعات جو روحانی طور پر خدا تعالیٰ کے مقابل بندوں کے لئے تکلیف کا موجب بنا کرتے تھے وہ واقعات نہ دہرائے جائیں۔

فرعون کی تاریخ کے بعض اور واقعات بھی ہیں۔ "زمینِ موسیٰ" اس میں صرف غرقابی کا واقعہ نہیں ہے زمینِ موسیٰ تو ایک بڑا لمبا زمانہ تھا اس میں خدا تعالیٰ نے جس طرح اپنی پکڑ کا آغاز کیا ہے۔ ۹ جو نشانات کا ذکر ملتا ہے ان پر بھی غور کرنا چاہیئے اس لئے ہرگز بعید نہیں کہ وہ واقعات بھی اسی طرح دہرائے جائیں۔ کم و بیش شدت کے ساتھ۔ مؤرخین چونکہ اکثر دہریہ مزاج ہوتے ہیں یا کم سے کم اگر خدا پر ایمان بھی لاتے ہوں تو تاریخی تحقیق میں ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں گویا وہ خدا پر ایمان نہیں لاتے ورنہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری تحقیق کو لوگ تخفیف کی نظر سے دیکھیں گے وہ سمجھیں گے کہ محقق نہیں ہے بلکہ توہم پرست انسان ہے اس لئے جب بھی اس واقعہ پر آتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں وہ نشانات کیسے ظاہر ہوئے تھے تو ان کی کوئی عقلی اور سائنسی توجیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض جھٹلا دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعات ہوئے ہوں گے چنانچہ وہ توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ اس زمانے میں دریائے نیل میں سیلاب آ گیا تھا اور اتنا غیر معمولی سیلاب تھا کہ اس سیلاب کے نتیجے میں یہ واقعات خود بخود رونما ہونے ہی تھے یعنی اُن کا تعلق ایک قدرتی واقعہ سے تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ ان باتوں سے فائدہ اُٹھا گئے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو پہلے خبر دی تھی اور فرعون کو پہلے بتایا تھا کہ تم پر اس قسم کے واقعات گزرنے والے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ہوں گے۔ حضرت موسیٰؑ کوئی موسمی پیشگوئیاں کرنے والے محکمے سے تو تعلق نہیں رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے ایک عاجز بندے تھے۔ تعلیم بھی بالکل معمولی سی تھی اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے جو خبریں دی ہیں یہ آج تاریخ پیچھے دیکھ کر بڑے بڑے محقق پڑھ لیتے ہیں کہ یہ واقعہ یوں ہوا ہوگا واقعہ ہونے سے پہلے کون بتا سکتا ہے کہ اس قسم کے واقعات ہوں گے اتنا بڑا سیلاب آئے گا اس کے نتیجہ میں پھر یہ واقعات رونما ہوں گے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں ہے"
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش :- گلوب ربر مینوفیکچررس ۲۳/۱ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۳ ۰۰۰۷
فون : 279441
گرام : GLOBEXPART

ہو خون ملے ہوئے سرخ پانی کا نشان ہے ہم نے تحقیق کر لی ہے یہ بالکل قدرتی واقعہ ہے وہ اس طرح کہ وکٹوریہ جھیل (VICTORIA LAKE) کا جو کنارہ یوگنڈہ کے اندر واقع ہے۔ وہاں سے دریائے نیل کو نکلتا ہوا بتاتے ہیں۔ ایک تو وہ جگہ ہے دوسری جگہ ایک اور ہے جو بعض لوگوں کے خیال میں یوگنڈا کے ایک پہاڑ میں واقع ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایتھیوپیا (ABEYSENIA) موجودہ (ایتھی یوپیا) کے ایک پہاڑ سے نکلنے والی جگہ ہے۔

اس پہاڑ کا نام جبل القمر ہے

اس سے جو دریائے نیل پھوٹتا ہے وہ سمندر سے دوری کے لحاظ سے زیادہ لمبا ہے بہ نسبت وکٹوریہ جھیل سے نکلنے والے دریائے نیل کے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تھی کہ دریائے نیل جبل القمر سے نکلتا ہے اور اس زمانے میں تو اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا تھا یہ تو آج کی تازہ دریافتیں ہیں اس لئے وہاں جب یہ گفتگو ہوئی تو انہوں نے مجھے جھیل وکٹوریہ کے کنارے پر دریائے نیل کا منبع دکھایا۔ حکومت یوگنڈا کے پروٹوکول افسر ساتھ تھے تو میں نے انہیں کہا کہ یہ منبع نہیں کوئی اور منبع ہوگا کیونکہ وہاں تو جبل القمر کا ذکر ملتا ہے۔ وہ افسر جغرافیہ سے اچھی طرح واقف تھا اس نے کہا یہ بات درست ہے دو دریائے نیل ہیں ایک دریائے نیل کا یہ منبع ہے۔ دوسرے دریائے نیل کا منبع جبل القمر ہی ہے اور وہ یوگنڈا کے پہاڑوں میں سے ہی ایک پہاڑ کا نام ہے۔ ہو سکتا ہے اس کا ایک حصہ ایتھیوپیا میں بھی گیا ہو۔ جب میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ جبل القمر والا دریائے نیل سمندر سے زیادہ دور ہے یا وکٹوریہ جھیل والا دریائے نیل تو اس نے کہا کہ جبل القمر والا دریا بہت زیادہ دور ہے تو پھر تو جغرافیائی اصول کے مطابق جو منبع SOURCE دور ہو وہی اصل SOURCE ماننی چاہیئے۔

تو بہر حال اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ جبل القمر کا منبع ہی ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ دریائے نیل کہاں سے نکلتا ہے نہ ہی ایسا مضمون تھا جس کے متعلق آپ لب کشائی فرماتے۔

چنانچہ یہ جو واقعہ بیان کرنے لگا ہوں اس کا جبل القمر کے منبع سے ہی تعلق ہے وکٹوریہ جھیل والے منبع سے نہیں چنانچہ مورخین نے یہ بات کیا کہ دریائے نیل کو اگر ہم دوسرا نیل سمجھیں اور جبل القمر سے نکلنے والا دریائے نیل سمجھیں تو اس کے رستے میں ایسی مٹی آتی ہے جو سرخ رنگ کی ہے اور پھر اس کے علاوہ بالکل سرخ ہیں اگر اس علاقے میں زیادہ بارشیں ہوں اور دریا طغیانی میں آ جائے تو اردگرد کی ساری سرخ مٹی گھل کر اس دریا میں داخل ہوگی اور پھر وہ سرخ رنگ کی نباتات ہیں۔ تو دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ خون سے بھرا ہوا دریا چل رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ تشریح بھی اس طرح کی۔

اس کے بعد پھر مینڈک آنے پھر طاعون کا ظاہر ہونا پھر اور کئی قسم کی بیماریاں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کی قوم نے بات ماننی نہیں تھی اس لئے وہ ہر تکلیف ہر عذاب کے بعد کوئی نہ کوئی بہانے تلاش کر لیا کرتے تھے اور کہہ دیا کرتے تھے کہ یوں ہو گیا ہوگا۔ اور یوں ہو گیا۔ چنانچہ اس قوم کو مسلسل پے در پے نشان دکھائے گئے تھے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ اگر وہ تاریخ کو دہراتا ہے اور یہ سارے واقعات ہی دہرائے جانے والے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس قوم سے نسبتاً بہتر سلوک ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب - گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار کہ میرا تو سب مدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام احمد پر ہے اور اسی کی برکت سے خدا نے مجھے صلیب کی مصیبتوں سے نجات بخشی ہے۔

اس لئے ہمیں اسی نام کی برکت سے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ اور فرعون کے نمونے سے اس زمانے میں ہونے والے واقعات کو اگر دہراتا ہے جیسا کہ اس کی تقدیر ہے کہ ضرور دہرائے جائیں گے۔ اسی زمانے میں جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ مقدر یہی تھا کہ اسی زمانے میں دہرائے جائیں گے تو اس طرح دہرائے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و برکت سے آپ کی طرف منسوب ہونے والی قوم کو کم سے کم تکلیفیں پہنچیں اور وہ زیادہ سے زیادہ ہدایت پا جائے آمین۔

کیونکہ یہ مضمون لمبا ہو گیا ہے۔ اس لئے اس مضمون کا دوسرا پہلو انشاء اللہ آئندہ خطبے میں بیان کروں گا۔

بقیہ صفحہ اوّل

”لا تثریب علیکم الیوم“ تاریخ عالم میں رحمت و شفقت کا ایسا نمونہ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ مولانا صاحب موصوف نے ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی کا اپنے والد ماجد ابو سفیان کے ساتھ برتاؤ اور غیرت کا مظاہرہ نیز خونی دشمنوں کا بعد قبولِ اسلام اپنی گردنیں کٹوا دینے اور اپنی جانیں آنحضرت کے قدموں میں نچھاور کر دینے کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ فدائیت و جانثاری آپ کی رحمت و شفقت سے پیدا ہوئی تھی۔

اس کے بعد ایک نظم مکرم محمد منظور احمد صاحب حیدرآبادی نے خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی اس اجلاس کی تیسری تقریر محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی تھی مولوی صاحب موصوف نے دورِ آخرین کے زمانہ میں حضور کی قوت قدسیہ کا جلوہ اور پیشگوئیاں کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا آیہ کریمہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ ..... ضَلَالٍ مُبِينٍ۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ میں آنحضرت کی بعثت ثانیہ کی خبر دی گئی ہے اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لولاک لما خلقت الافلاک“ یعنی تمام بنی آدم اور تمام انبیاء جو آپ سے پہلے دنیا میں آئے وہ سب آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ تھی۔ حضرت سیدنا بلال کی قربانی حضرت سعد بن ابی وقاص کا اپنی مادر مہربان کو بھوک سے تڑپتا ہوا نظر آنے سامنے دیکھتے ہوئے اپنے ارادہ پر قائم رہنا حضرت کعب بن مالک کا امتحان اور آزمائش کی گھڑی میں طرح طرح کی عزت و آرام کے لالچ کو ٹھکراتے ہوئے قاصدِ روم کو یہ کہنا ”جاؤ اپنے آقا سے یہ کہہ دو کہ روم کے تاج و تخت سے زیادہ محبوب مجھے محمد کی غلامی ہے“۔ آنحضرت کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی یہ قربانیوں کی طاقت بھر دے۔

ازاں بعد مکرم مولوی منیر احمد صاحب شمیم نے بڑے عمدہ انداز میں ایک نظم بدرگاہ ذی شان خیر الانام پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

بعد ازاں صدر اجلاس نے مہمانانِ کرام میں سے مکرم محمود احمد صاحب حیدرآبادی اور مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب صدر [illegible] کو اظہارِ خیال کے لئے دعوت دی۔ چنانچہ مکرم محمود احمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی اور انکساری پر روشنی ڈالی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے عشق رسول کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔

آخر میں صدرِ اجلاس نے اپنے خطاب میں جلسہ سیرۃ النبی کی اہمیت و افادیت کو بتاتے ہوئے فرمایا ایسی مجلس میں بیٹھنے والے خدا کی رحمت سے محروم نہیں رہتے ایسی مجلس روح کو جلا بخشنے کے لئے ہوتی ہے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود کے عشق اور آپ کے فرمان کی بڑی سختی سے پیروی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار کی طرح آج ہمیں بھی عہد کرنا ہے کہ ہم اس کام کے لئے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے۔

محترم صدرِ اجلاس نے رسول پاک کی سیرت کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے بصیرت افروز خطاب کے بعد اجتماعی دعا کرائی اور اس کے ساتھ یہ بابرکت اجلاس ٹھیک ۱۵-۱۱ بجے اختتام پذیر ہوا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلے میں

ضروری اعلان

ہندوستان کی جملہ جماعتوں کو صد سالہ جشنِ تشکر کے تفصیلی پروگرام پر مشتمل سرکلر بھجوایا جا چکا ہے۔ نیز یہی مضمون اخبار بدر کی اشاعت مورخہ ۱۱ـ۸۸ میں شائع ہو چکا ہے۔ ابھی تک صرف دو جماعتوں پٹنہ اور جموں کی طرف سے مذکورہ سرکلر کے جواب میں آئیٹم وار مفصل جواب موصول ہوئے ہیں۔ دیگر جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ مذکورہ سرکلر کا آئیٹم وار جلد جواب بھجوا دیں۔ مثلاً یہ کہ:-

۱- جلسہ یوم مسیح موعودؑ آپ کی جماعت میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو منعقد ہوگا یا کسی اور تاریخ کو۔ کوشش ہونی چاہئیے کہ جماعتیں جو بھی سال میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ ۲۳ مارچ ہی کو منعقد کریں۔

۲- نفلی روزہ۔ نماز تہجد باجماعت۔ چراغاں اور صدقات۔ مساکین، یتامیٰ اور اسیروں کو کھانا کھلانے کا کیا پروگرام طے ہوا۔

۳- کیا آپ کی جماعت میں کوئی فیملی کسی یتیم بچے کو گود لینے کی تحریک میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے؟ کیا آپ کی جماعت میں ایسے یتیم بچے ہیں جنہیں جماعتی نظام کے تحت گود لینے والی فیملیز کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔

۴- مرکزی ہدایات کے مطابق خدام و لجنہ کے زیر انتظام بچوں اور بچیوں کے لئے کیا پروگرام طے کئے گئے ہیں۔

۵- پیغام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بزبان اردو۔ ہندی اور انگریزی کتنی کتنی تعداد میں مطلوب ہے؟ علاقائی زبانوں میں مقامی طور پر طبع کروانا ہوگا۔

۶- سوونیئر اردو۔ انگریزی اور ہندی کتنی کتنی تعداد میں مطلوب ہیں۔

۷- کتاب "جماعتِ احمدیہ کی سو سالہ تاریخ" اردو و انگریزی میں مرکزی طور پر زیر تیاری ہے۔ آپ کی جماعت کو اس کے کتنے نسخے مطلوب ہیں۔

۸- کیلنڈر سنہ ۱۹۸۹ء کتنی تعداد میں مطلوب ہے؟ انشاء اللہ جلسہ سالانہ ۸۸ء تک تیار ہو جائے گا۔

۹- ۲۳ مارچ کو جماعتی عمارتوں پر لوائے احمدیت اور ملکی جھنڈا لہرانے کی ہدایت ہے۔ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو مطلع فرمائیں کہ آپ کی جماعت کو کتنے عدد لوائے احمدیت درکار ہیں؟

۱۰- تعارفی لٹریچر (منتخب آیاتِ قرآنی۔ احادیث نبویؐ اور ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کے تراجم) کی ترسیل کے لئے کیا آپ نے دانشوروں کے ایڈریس مرکز میں بھجوا دیئے ہیں؟

۱۱- کیا آپ کے پاس غیر متحرک مستقل نمائش کے لئے جگہ ہے اور اس کو اس غرض کے لئے تیار کر لیا گیا ہے؟ اس بارے میں صدر صاحب سب کمیٹی نمائش نے جو ہدایات آپ کو بھجوائی ہیں اُن کا جواب بھجوائیں۔

۱۲- پریس و پبلسٹی کے سلسلے میں اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی اور آگے کیا پروگرام ہے؟

۱۳- کیا آپ کی جماعت نے جوبلی تقاریب کی ویڈیوز تیار کرنے کا انتظام کر لیا ہے؟

مہربانی کر کے مذکورہ بالا امور کا آئیٹم وار جلد جواب بھجوا کر ممنون فرمادیں کیونکہ حضور انور کے ارشاد کے مطابق عملدر آمد کا جائزہ لینے والے مرکزی ادارہ لندن کو ان امور کے بارہ میں پندرہ روزہ رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد

(صدر صد سالہ جشنِ تشکر کمیٹی قادیان۔ بھارت)

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا قومی فریضہ ہے! مینیجر بدر

ضروری اعلان بسلسلہ واپسی ریزرویشن

بر موقعہ جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۸۸ء

احباب جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۸۸ء میں شامل ہونے والے احباب کی واپسی میں سہولت کے لئے امرتسر ریلوے اسٹیشن سے ٹکٹوں کی ریزرویشن کا انتظام کیا جا رہا ہے لہذا اس سہولت سے فائدہ اُٹھانے کے خواہشمند احباب مندرجہ ذیل کوائف سے جلد مطلع فرما دیں۔

(۱) تاریخ واپسی ریزرویشن (۲) اسٹیشن کا نام جہاں تک ریزرویشن کروانی مقصود ہے (۳) درجہ کلاس فرسٹ کلاس یا سیکنڈ کلاس (۴) ٹرین کا نام اور نمبر (۵) سفر کرنے والوں کی جنس اور عمر (۶) پورے ٹکٹ اور نصف ٹکٹ کی بھی وضاحت کی جائے۔

ضروری نوٹ:- ریلوے قوانین کے مطابق بڑے بڑے شہروں سے واپسی از امرتسر کی ریزرویشن وہاں سے ہو سکتی ہے۔ البتہ امرتسر پہنچ کر اس ریزرویشن کو کنفرم کرا لینا ضروری ہے۔ اور ٹکٹ پر ٹرین نمبر اور سیٹ نمبر نوٹ کروا کر مزید تسلی کر لی جائے اور اگر وہاں سے ایسی سہولت نہ مل سکتی ہو تو پھر مندرجہ بالا کوائف ارسال فرمائیں۔

دیگر معلومات و ہدایات:- ۱- امرتسر سے قادیان صرف ایک ٹرین آ رہی ہے جو امرتسر اسٹیشن سے ۲۰-۱ بجے کے قریب چلتی ہے اور ۵ء۳-۳ کے قریب قادیان پہنچ جاتی ہے۔ اور ۱۰- ۴ پر واپس روانہ ہو جاتی ہے۔ جو احباب اس ٹرین کو نہ لے سکیں گے ان کو امرتسر سے قادیان بذریعہ بس سفر کرنا ہوگا اس سلسلہ میں مدد اور تعاون کے لئے امرتسر ریلوے اسٹیشن پر خدام موجود ہوتے ہیں ان سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ ۲- پنجاب میں حالات نارمل ہونے کی وجہ سے دیگر صوبہ جات کے احمدی بھائی بلا خوف و خطر اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے سفر کر سکتے ہیں البتہ اس سفر میں خواتین کو برقعہ پہننے اور مردوں کو ٹوپی یا پگڑی پہننے کی تاکید کی جاتی ہے۔ ۳- ماہ دسمبر میں چونکہ قادیان میں سردی ہو جاتی ہے لہذا احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وہ موسم کے مطابق گرم پارچات اور بستر اپنے ہمراہ لائیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس بارہ میں تاکیدی ارشاد ہے جس کی تعمیل کی جانی بہت ضروری ہے۔ ۴- ریزرویشن کے لئے خط بھجوانے کے ساتھ ہی مہربانی فرما کر واپسی کرایہ کی رقم بھی بذریعہ م.ا.و یا بینک ڈرافٹ ارسال فرمائیں۔ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان اور اس کی اطلاع دفتر جلسہ سالانہ کو بھی دی جائے۔ ۵- مہربانی فرما کر احباب جماعت ان ہدایات کی پابندی فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اجتماع میں شرکت کرنے کی کوشش فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور اس بابرکت اجتماع کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

افسر جلسہ سالانہ قادیان

نوٹ:- چونکہ ریزرویشن کافی دن پہلے کرانی ہوتی ہے لہذا اس معاملہ میں اطلاع جلد از جلد بھجوا دی جائے تاکہ دفتر جلسہ سالانہ کو بر وقت کارروائی کرنے میں سہولت رہے۔

الیور میں نئی جماعت

مکرم مولوی ولی الدین خانصاحب معلم وقفِ جدید تحریر فرماتے ہیں:- خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں پر الیور میں نئی جماعت ۱۸ افراد پر قائم ہوئی ہے مکرم سیٹھ عبد الصمد صاحب کی کوشش سے تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے پانچ وقت کی نمازیں باجماعت ہوتی ہیں نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس ترجمہ سے ہوتا ہے عصر کی نماز کے بعد دینی کلاس بھی ہوتی ہے بچوں کی تعلیم و تربیت بھی ہوتی ہے اور الیور کے ارد گرد بھی نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں مثلاً ملا آباد، گولکیرہ، ہدیور، خانپور۔ مقامی طور پر الیور سمیت جملہ افراد سات سو کے قریب ان تمام گاؤں کے ہوتے ہیں مقامی طور پر خاکسار لوگوں کو جمع کر کے تبلیغ حق کا پیغام سناتا ہے کیونکہ لوگ کنڑی زبان جانتے ہیں اور خاکسار کنڑی اور اردو دونوں زبانوں میں تبلیغ کا کام کر رہا ہے۔ اسلام اور احمدیت کے متعلق اکثر سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مدلل جوابات سے لوگ بہت متأثر ہو رہے ہیں۔ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فوج در فوج لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (اِدارہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

روح پرور مجلس عرفان

بتاریخ یکم مارچ ۱۹۸۷ء بمقام محمود ہال لندن

سوال:۔ انسان کو محسوس کرنے کیلئے حواسِ خمسہ عطا کئے گئے ہیں خدا کے وجود کی کوئی ایسی شکل ہونی چاہیئے تھی جس کو حواس خمسہ کے ذریعے محسوس کیا جاسکے۔ (ایک ہندو بھائی کا سوال)

جواب:۔ یہ سوال ہمیشہ اُٹھتا رہا ہے اور آئندہ بھی اُٹھتا رہے گا۔ اس کے باوجود ہندو خود بھی ایک خدا کو تسلیم کرتے ہیں گو اُن کے نزدیک اس کے کئی مظاہر ہیں۔ غالبًا ان کا عقیدہ ہے کہ خدا بتوں، درختوں، جانوروں اور اسی طرح کی مادہ چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ گو روح کو ایک جسم مل گیا ہے خواہ وہ جسم بنا بنایا مل جائے یا بنا کر دیا جائے۔ ہندوں میں خدا کے اس تصور کی وجہ سے شاید سوال کرنے والے نے یہ سوال پوچھا ہے۔

فرمایا! قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس نے مذہبی دنیا میں سب سے پہلے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ:۴) کا حیرت انگیز محاورہ داخل کیا۔ یعنی وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کو عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ (الحشر:۲۳) فرمایا۔ ان دو آیتوں کی روشنی میں غیب کے مضمون پر غور کرنا چاہیئے کیونکہ یہ غیب ہی ہے جس کی بحث چلائی گئی ہے۔ اسلام نے ایک ہی وار میں اس مادہ پرستی کے رجحان کا قلع قمع کر دیا ہے اور ایک نئے زمانے کے ظاہر ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسان کے خدائی تصور میں شخصیات کا بڑا بھاری دخل تھا۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کو خدائی میں شریک کیا جاتا رہا۔ کسی کو خدا کا بیٹا بنا دیا کسی کو ترقی دیتے دیتے خدا ہی بنا دیا۔ ان کے مذہب میں فرشتوں کے لئے بھی تجسّم کا تصور پایا جاتا ہے، وہ لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے کہ کوئی وجود حواسِ خمسہ کے ذریعے محسوس کئے بغیر بھی اپنی ذات میں قائم ہوسکتا ہے قرآن کریم نے جب سورۃ البقرہ کی پہلی آیت میں غیب کا لفظ بول کر یہ احساس دلایا کہ ایک نئے زمانے اور نئے دَور کا آغاز ہو رہا ہے جس میں انسان غیب پر ایمان لاسکیگا۔ وہ صرف مذہب کو قبول کرنے کا دعویٰ ہی نہیں کرے گا بلکہ اسے غیب پر ایمان لانے کی عقل اور سلیقہ عطا کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے آج ہم اس سوال کا جواب بہت بہتر رنگ میں دے سکتے ہیں لبنسبت اُس زمانے کے جس میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ رفتہ رفتہ تجربے کے ساتھ انسان نے معلوم کیا کہ اس کا حاضر ایک آئس برگ (ICE BARG) کی چوٹی کی طرح ہے۔ اور موجودات کا کثیر حصہ غائب اور پردہ میں ہے جس کو براہِ راست حواس خمسہ کے ذریعے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے مظاہر کو معلوم کر سکتے ہیں۔ دو سو (۲۰۰) سال قبل کا انسان یہ تصور نہیں کرسکتا تھا کہ یہ فضاء مختلف آوازوں، پیغامات، مناظر اور تصاویر سے بھرپور ہوسکتی ہے اور جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اور سُن رہے ہیں اس کا ایک بڑا حصہ فضاؤں میں متحرک ہے جس کو نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں، جس WAVE LENGTH پر ہم سُن رہے ہیں اس سے پہلے اور بعد کی WAVE LENGTHS ہیں جن کو گو ہم نہیں سُن سکتے لیکن کوئی اور سُن رہا ہے۔ مثلاً کتوں کے لئے ایک وسل (WHISTLE) تیار کی گئی ہے کتے اس کو سُن سکتے ہیں لیکن وہ اس WAVE LENGTH سے بہت نیچے ہے جس WAVE LENGTH سے ہم سُننا شروع کرتے ہیں۔ اس سے بہت چھوٹی WAVE LENGTH بھی ہیں جن پر کتے سُن سکتے ہیں۔ لہذا انہوں نے بغیر آواز کے وسلیں (WHISTLES.) بنانی شروع کر دی ہیں کیونکہ اُن کو غیب کا علم ہوگیا تھا اس طرح غیب حاضر میں تبدیل ہونا شروع ہوگیا۔ اسی طرح ہماری شنید سے بہت اوپر پرندوں کے لئے بھی آوازیں

سناٹا ہیں جن کو ہم نہیں سُن سکتے وہ بھی غیب تھا۔ ان قوموں نے غیب پر یقین کرکے اُسے حاضر میں بدل دیا اور حیرت انگیز طور پر ان کی رسائی نئی نئی چیزوں تک ہوگئی اور بعض مسلمانوں کو غیب پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا تھا انہوں نے حاضر کو غیب بنا دیا اور اپنے ٹھوس علم کو تصورات اور کہانیوں میں بدلنا شروع کر دیا۔ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کو معلوم کرنے کے لئے غائب میں جانا نہایت ضروری ہے۔ جب تک یہ قومیں غائب میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ اس وقت تک یہ غائب (خدا) کی منکر تھیں۔ اور دہریت بڑی تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ جب انسان نے غیب کی تلاش شروع کر دی تب ان لوگوں نے جو سائنسی انکشافات کی ابتداء میں جبکہ انہیں ابھی غیب پر پورا عبور حاصل نہیں ہوا تھا صرف ظاہر کی سائنس تھی اس وقت دہریہ ہوتے تھے خدا کی ہستی پر یقین کرنا شروع کر دیا۔ اس حقیقت کا اگر گہری نظر سے تجزیہ کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی پہلی آیت کس قدر بڑی اور عظیم الشان دنیا میں داخل کر دیتی ہے۔ فرمایا موجودہ سائنس کے بھی دو دور ہیں ایک جبکہ غیب کو سمجھے بغیر انہوں نے ظاہر کو دیکھا۔ ڈارون نے جانوروں کی سٹڈی کی اور اس کو کچھ باتیں ملیں، اسی طرح فزسٹ نے کائنات کی سٹڈی کی وہ بھی ظاہر کی سٹڈی تھی۔ اس زمانے میں انہوں نے اپنے تھوڑے سے علم کو اپنی انانیت کا مسئلہ بنالیا اور کہتے رہے کہ ہمیں سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔ خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ ظاہری سائنس میں سب کچھ ہے۔ پھر دوسرا دور آیا جس میں وہ سائنسدان غیب میں داخل ہوئے اور غیب کی کائنات میں ان پر حیرت انگیز انکشافات ہوئے تو وہی سائنسدان جو خدا کی بات کرتے شرماتے تھے اور اس ذکر کو کم فہمی پر گردانتے تھے کھلم کھلا خدا کی بات کرنے لگے چنانچہ امریکن سائنٹیفک رسالے کی تحقیق کے مطابق جہاں آج سے پچاس سال قبل ایک فی صد سائنسدان ایسا نہیں تھا جو جرأت کے ساتھ خدا کی ہستی پر بھی یقین رکھتا اور ساتھ ہی سائنس کی بات بھی کرتا اب پچاس فیصدی ایسے سائنسدان ہیں جو خدا کی ہستی پر یقین رکھنے لگ گئے ہیں۔ وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ انہوں نے غیب کی دنیا میں کچھ ایسے شواہد پائے جس کی وجہ سے وہ خدا کی ہستی کے ماننے پر مجبور ہوگئے گو اس رسالے نے مثال تو نہیں دی لیکن میں مثال دیتا ہوں مثلاً آئن سٹائن نے جب اپنی سپیشل تھیوری آف RELATIVITY پر غور کیا تو خدا کی بات کرنے پر مجبور ہوگیا۔ پھر جنرل تھیوری RELATIVITY کے بعد تو اس کے پاس گنجائش نہیں رہ گئی تھی کہ وہ کلیتہً بے خدا دنیا اور کائنات کا تصور کر سکے۔ غائب کے اندر ایک غائب کی تھیوری جس کو سمجھنے کے لئے بہت زیرک اور باریک بین سائنسی دماغ چاہیئے کے ضمن میں وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ تھیوری اس طرح حاصل کی کہ جب میں نے کائنات کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کائنات میں ایک حُسن اور توازن دکھائی دیا۔ یہ توازن اتنا حیرت انگیز اور تفصیلی تھا کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ اگر واقعی کوئی خدا ہے اور اس کائنات کو پیدا کرنے والا ہے تو یہ توازن حادثاتی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر جگہ ہونا چاہیئے اور ہر ایک چیز میں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس نظریہ سے کہ حُسن کامل ہونا چاہیئے میں نے سائنسدانوں کی تھیوریوں پر غور کرنا شروع کیا۔ ان میں نیوٹن بھی شامل تھا۔ اس کی تھیوری میں مجھے عدم توازن دکھائی دیا تب میں نے یہ سوچ کر کہ کامل تھیوری کیا ہوسکتی ہے اس کا اطلاق کرکے دیکھا تو مکمل طور پر توازن نظر آیا۔ اس دَور کو آئین سٹائین کا دَور کہا جاتا ہے اور اس سے بڑا گواہ غائب کے علم کا موجودہ دنیا میں اور کون ہوسکتا ہے۔

گو اس نے جو اس نظریئے کے تحت خدا کی ہستی کا تصور پایا وہ اس طرح تفصیلی نہیں تھا جو شریعت اور نبوّت سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہاں تو براہ راست ایک ہستی کلام کرکے اپنے وجود کی خبر دیتی ہے پھر بھی غائب اب کوئی معمہ نہیں رہا۔ اس کے نتیجے میں خدا کی ہستی کا تصور بڑھ رہا ہے

فرمایا! ذرا تصور کریں میری مٹھی کی فضاء میں رشین بھی بولی جا رہی ہے اور جرمن بھی، انگریزی میں میوزک بھی بج رہا ہے اور رقص و سرور کی محفلیں بھی سرگرم ہیں، اسی طرح سنجیدہ اُمور پر گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ ساری دنیا کے ٹیلیویژنوں کی کوئی نہ کوئی لہریں یہاں موجود ہیں گویا کہ ایک لامتناہی کائنات بسی ہوئی ہے اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ صرف میری آواز ہے یا آپ کے سانسوں کی آواز اس فضاء میں بسی ہوئی ہے

(بقیہ ملاحظہ کیجیئے صفحہ ۱۴ پر)

منقولات

مباہلہ کا چیلنج اور پروفیسر طاہر القادری

جناب طاہر القادری صاحب!

آپ کی طرف سے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں جو اشتہاری قسم کے خطوط اور بیانات اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔ ان کے مطالعہ کے بعد ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ آپ اس معاملہ میں سنجیدہ نہیں بلکہ آپ کا دل تقویٰ سے خالی ہے۔ اور آپ کی حیثیت ایک ایسے بازیگر کی سی ہے جو سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے چالاکیوں سے کام لے رہا ہے۔ سب سے پہلے تو آپ کا یہ ظاہر کرنا کہ گویا امام جماعت احمدیہ نے چیلنج قبول کر لیا ہے، صریحاً عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ امام جماعت احمدیہ تو نہ صرف چیلنج دے چکے ہیں بلکہ کھلم کھلا خطبات میں بھی اور تحریر کے ذریعہ بھی متعدد بار آپ لوگوں کے الزامات کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ چکے ہیں اور مباہلہ کے چیلنج کا ایک فریق بن چکے ہیں جس کے بعد تو آپ کی طرف سے ہی قبولیت کا سوال باقی تھا نہ کہ دوبارہ ان کی طرف سے۔ آپ کو بھی چاہیئے تھا کہ جس طرح جماعت احمدیہ نے چیلنج شائع کروایا ہے۔ اخبارات میں اکیلے یا مل کر اپنے دستخطوں کے ساتھ امام جماعت احمدیہ کے چیلنج کے الفاظ کو شائع کراتے اور تحدی کیساتھ اعلان کرتے کہ مرزا طاہر احمد سب باتوں میں جھوٹا ہے اور جس شخص پر یہ بطور مسیح موعود اور امام مہدی ایمان لایا ہے وہ بھی یقیناً جھوٹا ہے۔ پس جس طرح اس نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر جھوٹے پر لعنت ڈالی ہے ہم بھی قرآن کریم کے بیان کردہ الفاظ میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے دیئے ہوئے مباہلہ میں جن الزامات کو وہ علماء کی طرف سے بہتان قرار دے رہے ہیں وہ سارے الزامات سچے ہیں اور اگر ہم جھوٹ بول رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ہم پر لعنت پڑے۔ اگر آپ میں ذرا سا بھی تقویٰ ہوتا تو یہ سیدھا سادا طریق اختیار کرتے۔

دوسرا پہلو اس مطالبہ سے تعلق رکھتا ہے جو آپ کی طرف سے پیش ہو رہا ہے کہ فلاں میدان میں اکٹھے ہوں اور اگر لاہور فلاں تاریخ کو نہ پہنچیں تو ہم انہیں جھوٹا سمجھیں گے۔ یا ہمیں وقت دو کہ ہم تمہاری مقرر کردہ جگہ پر پہنچ کر مباہلہ کریں۔ ہمارے نزدیک یہ سب نفس کی بہانہ سازیاں ہیں اور مباہلہ سے فرار کی راہ! ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ کائنات میں ہر جگہ ہے اور اس کے قبضہ قدرت سے کوئی جگہ باہر نہیں اور کوئی مقام اس کے تسلط اور جبروت سے خالی نہیں وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض۔ اس کی کرسی زمین و آسمان پر محیط ہے نہ کہ کسی دنیاوی بادشاہ کی طرح پاکستان یا انگلستان میں کسی مقام پر پڑی ہوئی ہے۔ اس کو مخاطب کر کے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے میں آپ کو آخر کیا خطرہ ہے؟ اور کیوں فریقین کی موجودگی ضروری ہے؟ کیا خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ آپ کی لاہور میں ڈالی ہوئی لعنت ان کو لندن میں شکار بنا دے یا ان کی دنیا میں کسی مقام سے ڈالی ہوئی لعنت آپ کو شکار بنا دے۔ خواہ کہیں بھی آپ ہوں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر آپ آیت مباہلہ سے یہ استنباط کر رہے ہیں کہ آمنے سامنے ہونا ضروری ہے تو اس کی رو سے پھر تمام "انفسی" جو خواہ کسی فریق سے تعلق رکھتے ہوں، ان کا اپنے سارے بیوی بچوں کے ہمراہ وہاں موجود ہونا ضروری ہوگا۔ اور کیا پھر ساری دنیا کے ایک کروڑ احمدیوں کا اور آپ کے مریدوں کا، خواہ وہ ہزاروں میں ہوں یا لاکھوں میں، کسی ایک مقام پر اکٹھا ہونا ممکن ہے؟ آپ اپنی ایک لغو تاویل کو قرآن پاک کی طرف منسوب نہ کریں۔

مزید برآں کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مباہلہ کا چیلنج جو نجران کے عیسائی وفد کو دیا گیا تھا، اس میں ان سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ تم اپنے بیوی بچوں اور انفس کو مدینہ میں حاضر کرو ورنہ مباہلہ نہیں ہو سکے گا۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشکش فرمائی تھی کہ آپؐ اور آپؐ کے اعزہ واقارب اور دیگر مسلمان انفس سب نجران میں کسی جگہ اکٹھے ہوں گے۔ پس آپ ایسی لغو تاویل کرتے ہیں جو عقل اور واقعات، دونوں کے خلاف ہے۔

۴۔ بہرحال اگر آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ مباہلہ سے بچنے کے لئے یہ بہانہ اختیار کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ نعوذ باللہ، اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ دور بیٹھے ہوئے لوگوں کی جھوٹوں پر لعنت کے ابتہال کو قبول فرمائے تو پھر ہم آپ کی توجہ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥ (سورۃ الجمعۃ)

آپ چونکہ سمجھتے ہیں کہ آپ، مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کی نسبت خدا تعالیٰ کو زیادہ پیارے ہیں۔ لہٰذا اس آیت کی روشنی میں موت کی تمنا کر کے دکھائیں کہ اگر آپ اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ایک عبرتناک موت دے کر دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنا دے۔

۵۔ ہم چونکہ قطعی طور پر اس یقین پر قائم ہیں کہ مباہلے کے لئے کسی ایک جگہ اکٹھا ہونا ضروری نہیں۔ صرف وضاحت کے ساتھ دنیا کے علم میں لا کر یہ دعا کرنی ضروری ہے کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ تاکہ یہ محض انفرادی بددعا نہ رہے بلکہ اس کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے نشان بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا موجب بنیں۔ اس لئے امام جماعت احمدیہ نے جو پیشکش کی تھی، اس میں ایسی کوئی شرط نہیں رکھی تھی اور وہ خود اپنی جماعت کے ساتھ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک جھوٹے پر لعنت ڈال کر مباہلے کا ایک فریق پہلے ہی بن چکے ہیں۔ پس اگر آپ میں اخلاقی اور ایمانی جرأت ہے تو آپ بھی صاف صاف اعلان کریں کہ آپ کو یہ دعوت منظور ہے یا نہیں؟ اگر منظور ہے تو پھر وہ الزامات دہرائیں جو آپ لوگ مدت سے جماعت احمدیہ پر لگاتے چلے آ رہے ہیں اور جن کا ذکر مباہلہ کے چیلنج میں کیا گیا ہے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر مباہلہ کا فریق بن جائیں۔

لیکن ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ تقویٰ اختیار کریں اور استغفار سے کام لیں اور خدا کے مقرر کردہ امام کے خلاف بے باکی چھوڑ دیں تاکہ آپ خدا کی ناراضگی سے بچیں۔ اور اب تک خدا تعالیٰ نے جو تائیدی نشان ظاہر فرمائے ہیں، ان سے عبرت حاصل کریں۔

مباہلہ کا لب لباب تو یہ ہے کہ دوسرے فریق کا جھوٹ دنیا پر ظاہر ہو جائے۔ اگر آپ نے بقیہ امور کے متعلق ضد کا مظاہرہ کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا ہو تو بھی مخالف علماء کے اس جھوٹ کا آپ کیا عذر پیش کریں گے، جس کا مباہلہ میں ذکر ہے۔ اور وہ جھوٹ سب دنیا کے سامنے طشت از بام ہو چکا ہے۔ یعنی جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ پر اسلم قریشی کے قتل کا الزام۔

اگر آپ اس تنبیہہ کے باوجود بھی دھوکہ دہی سے باز نہ آئے اور عوام پر یہ تاثر ڈالا کہ آپ مباہلہ کا چیلنج دے رہے ہیں اور گویا ہم راہ فرار اختیار کر رہے ہیں تو ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس فعل کو مباہلہ کی قبولیت کے مترادف سمجھتے ہوئے آپ کے متعلق اپنا قہری نشان ظاہر فرمائے۔

خاکسار:-
رشید احمد چوہدری
پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن

(بشکریہ روزنامہ آغاز کراچی ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

ولادت

مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ لندن لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بڑے بیٹے مکرم سلطان احمد صاحب کے لڑکے قطب الدین احمد کو ۲۷ اگست ۸۸ کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام یوسف ظہیر الدین احمد رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم حبیب احمد صاحب کھوکھر آف کیمرج کا نواسہ ہے۔ عزیز کے نیک و خادم دین ہونے اور درازیٔ عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔ موصوف نے دس پاؤنڈ اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ (ادارہ)

قادیان دارالامان میں
لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا تیسرا سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
اور
حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ ربوہ
کے

روح پرور پیغامات

خالص دینی ماحول میں علمی، ذہنی، دینی اور ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پروگرام
منعقدہ ۲۱ ر ۲۲ ر ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۸۸ء

الحمد للہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کا تیسرا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۱ ر ۲۲ ر ۲۳ ر اکتوبر ۸۸ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ شدید سیلاب اور پنجاب کے نامساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۸ بیرونی لجنات کی ۶۳ نمائندگان وممبرات لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ مورخہ ۲۱ اکتوبر نماز تہجد و فجر اور تلاوت قرآن مجید بہنوں نے گھروں میں ادا کی۔ نماز جمعہ میں تمام لجنات و ناصرات قادیان و بیرون سب کی حاضری پوری تھی۔

تشکیل اجتماع کمیٹی:۔ اس کمیٹی کے تحت اجتماع کے کاموں کو درج ذیل شعبہ جات میں چار ماہ قبل تقسیم کر دیا گیا تھا تاکہ ہر شعبہ اپنی کارکنات بے کر ایک لائحہ عمل کے مطابق تیاری شروع کرے۔

شعبہ پروگرام و مقابلہ جات۔ شعبہ تیاری اجتماع گاہ۔ شعبہ انعامات۔ شعبہ ورزشی مقابلہ جات۔ شعبہ موازنہ لجنات و ناصرات۔ شعبہ رپورٹ۔ شعبہ صفائی۔ شعبہ آب رسانی۔ شعبہ اعداد و شماری۔ شعبہ ضیافت۔ شعبہ دکان۔

ان شعبہ جات میں ۶۰ ممبرات لجنہ و ناصرات نے اپنے فرائض عمدگی کے ساتھ ادا کئے۔

موازنہ لجنات بھارت:۔ دوران سال ۸۷ء تا ۸۸ء کل ۴۰ لجنات کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئیں۔ جن کا موازنہ کر کے شہری و دیہاتی لجنات کی الگ الگ پوزیشن نکالی گئی۔ جن لجنات نے پوزیشن حاصل کی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

شہری لجنات:۔ اوّل:۔ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد۔ دوم:۔ لجنہ اماء اللہ قادیان۔ سوم:۔ لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور۔ چہارم:۔ لجنہ اماء اللہ دہلی۔

دیہاتی لجنات:۔ اوّل:۔ لجنہ اماء اللہ پینگاڈی۔ دوم:۔ لجنہ اماء اللہ سونگڑہ۔ سوم:۔ لجنہ اماء اللہ ساگرہ۔ چہارم:۔ لجنہ اماء اللہ کیرنگ حلقہ ۔۔۔

شہری ناصرات الاحمدیہ:۔ اوّل:۔ ناصرات الاحمدیہ قادیان۔ دوم:۔ ناصرات الاحمدیہ عثمان آباد۔ سوم:۔ ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد۔ چہارم:۔ ناصرات الاحمدیہ دہلی۔

دیہاتی ناصرات الاحمدیہ:۔ اوّل:۔ ناصرات الاحمدیہ عبڑ چیرلہ۔ دوم:۔ ناصرات الاحمدیہ موسیلی بنی مانتنر۔ سوم:۔ ناصرات الاحمدیہ خانپور ملکی۔ چہارم:۔ ناصرات الاحمدیہ چنتہ کنٹہ۔

"نصرت جہاں بیگم ٹرافی":۔ اس سال انعام اوّل کی حقدار لجنہ اماء اللہ حیدرآباد قرار پائی اور اس نے یہ ٹرافی حاصل کی۔ جبکہ گذشتہ دو سال سے لجنہ قادیان حاصل کر رہی تھی۔ دیہاتی لجنات میں لجنہ پینگاڈی نے گذشتہ سال بھی اور اس سال بھی یہ ٹرافی حاصل کی۔

"نواب مبارکہ بیگم ٹرافی":۔ گذشتہ دو سال سے یہ ٹرافی ناصرات الاحمدیہ قادیان حاصل کر رہی تھی۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان نے اس ٹرافی کو حاصل کر لیا۔ اور مسلسل تین سال حاصل کرنے کی وجہ سے یہ ٹرافی ان کی ہو گئی ہے۔ دیہاتی ناصرات میں ناصرات الاحمدیہ عبڑ چیرلہ نے گذشتہ سال بھی اور اس سال بھی یہ ٹرافی حاصل کی۔

انعام حسن کارکردگی لجنات بھارت:۔ اگرچہ مندرجہ ذیل لجنات پوزیشن حاصل نہیں کر سکیں۔ لیکن تعلیم۔ تبلیغ۔ تربیت میں نمایاں کام کرنے کی وجہ سے ان کی حوصلہ افزائی کے لئے انعام دیا گیا ہے۔ بنگلور۔ یادگیر۔ مدراس۔ کانپور۔ موتی ہاری۔ عثمان آباد۔ موسیلی بنی مانتنر۔ پینگاڈی۔ کرونا گاپلی۔ چیلاکرہ۔ ایرناکلم۔ نواٹ پیزہ۔ کالکولم۔ موگرال۔ الونور۔ بانسرہ۔ محمود آباد۔ ارکھ پٹنہ۔

ناصرات:۔ یادگیر۔ کلکتہ۔

نمائندگان کی شرکت:۔ قادیان کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات سے نمائندگان تشریف لائیں:۔ حیدرآباد۔ دہلی۔ پینگاڈی۔ کلکتہ۔ راٹھ۔ موسیلی بنی مانتنر۔ شاہجہانپور۔ اندورہ۔ ترور۔ ترانیم بلم۔ عبڑ چیرلہ۔ بریلی۔ سکندرآباد۔ اتاپور۔ سرینگر۔ پونا۔ یادگیر۔ چنتہ کنٹہ۔ میرٹھ۔ محبوب نگر۔ بھدرواہ۔ خانپور ملکی۔ پینکال۔ تالبرکوٹ۔ کیرنگ۔ نارار بھتیا۔ سونگھڑہ۔ دلو درگ۔

پروگرام اجتماع مورخہ ۲۱ ر اکتوبر ۸۸ء:۔ بعد نماز جمعہ ٹھیک ۲½ بجے نصرت گرلز اسکول میں اجتماع کے پہلے اجلاس کا آغاز زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ قادیان محترمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ قادیان کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کی قیادت میں لجنہ اماء اللہ کا عہد دہرایا گیا۔ بعد ازاں محترمہ شاہینہ مرزا صاحبہ نے قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خوش الحانی سے پڑھا اور راشدہ رحمن صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام "اے خدائے کارساز و ..... الخ" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ امسال حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام بروقت موصول نہیں ہو سکا۔ اس لئے گذشتہ سال کا پیغام بہنوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اور تبلیغ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس کے بعد حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ ربوہ کا پیغام جو آپ ہی کی آواز میں بذریعہ کیسٹ موصول ہوا تھا۔ بہنوں کو سنایا گیا۔ پیغام کا متن علیحدہ دیا جا رہا ہے۔ بعد ازاں سالانہ رپورٹ اکتوبر ۸۷ء تا ۸۸ء محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ نے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے بہنوں سے صدارتی خطاب فرمایا۔ جس میں اجتماعات منعقد کرنے کی غرض اور نمائندگان کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ نیز آئندہ سال خصوصیت کے ساتھ تبلیغ اور تربیت کے اہم شعبہ جات کی طرف حضور کے خطبات کے اقتباسات پیش کر کے توجہ دلائی۔ اس کے بعد لجنہ اماء اللہ کے مختلف مقابلہ جات شروع ہوئے۔

مقابلہ حفظ قرآن:۔ اس مقابلہ میں قادیان کی ۹ اور حیدرآباد کی تین ممبرات نے حصہ لیا۔ مقابلہ کے بعد محترمہ مبشرہ طاہر صاحبہ پونا نے نظم "وہ پیشوا ہمارا ..... الخ" خوش الحانی سے پڑھی۔

مقابلہ حسن قرأت:۔ اس مقابلہ میں قادیان کی ۸ حیدرآباد کی ۳ اور پونا کی ایک ممبر نے حصہ لیا۔ چونکہ بچیوں کو قرأت سکھوائی جاتی ہے اس لئے فیصلہ کرنے کے لئے مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب اور مکرم قاری نواب احمد صاحب کو بلایا گیا تھا۔ جنہوں نے مقابلہ حفظ قرآن اور حسن قرأت کا فیصلہ کر کے اپنی قیمتی نصائح سے نوازا اور اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ اس ایک سال کے اندر قرآن مجید کے تلفظ کی صحیح ادائیگی اور عمدگی سے پڑھنے میں لجنہ نے بہت ترقی اور محنت کی ہے۔

شبینہ اجلاس:۔ نماز مغرب و عشاء باجماعت ادا کرنے کے بعد ٹھیک ۷½ بجے شبینہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ مرکزیہ قادیان تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو محترمہ شاہینہ مرزا صاحبہ نے کی۔ اس کے بعد محترمہ امۃ الصبور صاحبہ نے نظم "اسلام سے نہ بھاگو ..... الخ" خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہٗ لجنہ اماء اللہ کے مختلف مقابلہ جات شروع ہوئے۔

مقابلہ تقاریر معیار اوّل لجنہ اماء اللہ:۔ اس مقابلہ میں قادیان کی ۶ شاہجہانپور کی ایک اور بریلی کی ایک اور حیدرآباد کی ایک ممبر نے حصہ لیا۔ بعد ازاں محترمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ نے مستورات کے سامنے ایک حدیث بیان کی۔

مقابلہ نظم خوانی لجنہ اماء اللہ:۔ اس مقابلہ میں قادیان کی ۱۱ شاہجہانپور کی ایک حیدرآباد کی ۲ چنتہ کنٹہ کی ایک اور پونا کی ایک ممبر نے حصہ لیا۔

مقابلہ فی البدیہہ تقاریر لجنہ اماء اللہ:۔ فی البدیہہ تقاریر کے عنوان اسی

دقت دیئے گئے۔ اس مقابلہ میں قادیان کی ۱۰ ممبرات اور بریلی کی ایک ممبر نے حصہ لیا۔ ہر مقابلہ کے لئے جو جج مقرر کئے گئے تھے۔ ان کے فیصلہ کے مطابق اوّل دوم سوم آنے والی ممبرات کا اعلان کر دیا گیا۔ آخر میں مبشرہ ظاہر صاحبہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا کلام پڑھ کر بہنوں کو محظوظ کیا۔

دوسرا دن ۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۸ء — پہلا اجلاس :۔ دوسرے دن نماز تہجد نماز فجر تلاوت قرآن مجید بہنوں نے گھروں میں ادا کی۔ مہمان مستورات نے ۸ بجے جہاں کھانے کا انتظام تھا ناشتہ کیا۔ ٹھیک ۹ بجے اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے زیر صدارت محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ قادیان شروع ہوئی۔ محترمہ مبارکہ مریم کی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترمہ راشدہ مرزا صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کا کلام پڑھا۔ اس کے بعد محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے پردہ کی رعایت سے قرآن مجید کا درس دیا۔ جس میں مستورات کو ان کی سب سے بڑی ذمہ داری تربیت اولاد کی طرف توجہ دلائی۔ درس القرآن کے بعد محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل مقابلہ جات شروع ہوئے۔

مقابلہ تقاریر معیار دوم لجنہ اماء اللہ :۔ اس مقابلہ میں قادیان کی ۹ ممبرات اور شاہجہانپور کی ایک ممبر نے حصہ لیا۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے احمدی مستورات اور تربیت اولاد کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید اور احادیث سے تربیت اولاد کے مضمون کی اہمیت کو بیان کیا۔ نیز سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے خطابات اور ارشادات کے اقتباسات بہنوں کے سامنے پیش کئے۔ اور بچوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ دلائی۔ کیونکہ اسی پر قوم کے مستقبل کا انحصار ہے۔

اس کے بعد محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ نے حضرت سیدہ اُم المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ کے خلق۔ سچائی۔ صاف گوئی۔ نہایت درجہ شفقت اور شیریں گفتگو اور صبر و رضا پر روشنی ڈالی۔ نیز دعاؤں اور صبر کے متعلق واقعات بیان کئے۔ اس کے بعد محترم ملک صلاح الدین صاحب نے ذکر حبیب علیہ السلام کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے واقعات۔ ریاکاری اور تکبر سے بچنے۔ رضائے الٰہی کے کام۔ خدمت خلق۔ دعا سادگی اور غرباء پروری شکر گزاری، بدظنی سے بچنے خدام سے اعلیٰ سلوک اور استقلال سے متعلق واقعات سنائے۔

مقابلہ ذہنی آزمائش :۔ اس سال لعاب لجنہ اماء اللہ میں سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء جماعت احمدیہ نیز تاریخ احمدیت کے متعلق مختلف سوالات پوچھنے کے لئے یہ مقابلہ رکھا گیا تھا۔ اس میں دو۔ دو لڑکیوں کی پانچ ٹیموں نے حصہ لیا۔ قادیان کی اور شاہجہانپور کی ممبرات شامل ہوئیں۔ تاریخ احمدیت کے متعلق بہت دلچسپ سوالات بہنوں سے پوچھے گئے تھے۔ الحمد للہ سوائے چند سوالات کے ممبرات نے سب سوالوں کے جواب دیئے۔ اور سننے والی بہنوں کی معلومات میں بھی بہت اضافہ ہوا۔

دوسرا وقت :۔ بعد نماز ظہر و عصر اور دوپہر کے کھانے کے بعد ۲½ بجے سے ۶ بجے تک لجنہ و ناصرات کے ورزشی مقابلہ جات رکھے گئے۔ تمام ممبرات بیت النصرت کی گراؤنڈ میں جمع ہو گئیں۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد تمام ناصرات کی بچیوں کی پی ٹی ہوئی۔ اور ۲۰ لڑکیوں نے DRILL کا مظاہرہ کیا۔ بعد ازاں لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے مختلف کھیلوں کے مقابلہ جات ہوئے مثلاً۔ ایک ٹانگ کی دوڑ۔ تین ٹانگ کی دوڑ۔ آپٹیکل ریس۔ چاٹی ریس۔ پیغام رسانی۔ میوزیکل چیئر۔ معائنہ مشاہدہ۔ رسہ کشی۔

ناصرات :۔ کھو کھو۔ آپٹیکل ریس۔ الٹا گیند پھینکنا۔ بوری ریس۔ مینڈک ریس۔ بانٹا ریس۔ رسی کودنا۔ سیب کھا کر دوڑنا۔ پیغام رسانی۔ بوتل بھرنا اور خالی کرنا۔

پروگرام ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ : پیشینہ اجلاس :۔ بعد نماز مغرب و عشاء باجماعت اور کھانے کے ٹھیک ۸½ بجے ناصرات الاحمدیہ کے اجتماع کی کارروائی زیر صدارت محترمہ مقبول شیخ صاحبہ صدر لجنہ دہلی عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ محترمہ نعیمہ لبشریٰ صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کی قیادت میں ناصرات الاحمدیہ کا عہد نامہ دہرایا گیا۔

عزیزہ راشدہ تنویر نے قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ اسی وقت چونکہ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام جو آپ نے تینوں اجتماعات کے لئے بھجوایا تھا ملا تھا اس لئے اسی وقت لجنہ و ناصرات کو سنایا گیا۔ جس میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دو اہم باتوں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی (۱) عبادت (۲) تبلیغ بعد ازاں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کا پیغام بذریعہ کیسٹ سنایا گیا۔ عزیزہ حسینہ رفعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نائب نگران ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی لجنہ و ناصرات الاحمدیہ معیار اوّل کی ناصرات نے ترانہ پیش کیا "وہ اسلام کی عظمت قائم ہو قرآن کی حکمت دائم ہو" پھر مقابلہ جات ناصرات الاحمدیہ شروع ہوئے۔

مقابلہ حفظ قرآن مجید ناصرات الاحمدیہ معیار اوّل :۔ اس مقابلہ میں قادیان اور یادگیر کی ۱۶ ممبرات نے حصہ لیا۔ اس کے بعد عزیزہ لبشریٰ صادقہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے دو واقعات ممبرات کو سنائے۔

مقابلہ تقاریر معیار اوّل ناصرات الاحمدیہ :۔ اس مقابلہ میں قادیان۔ یادگیر اور موسیٰ بنی مائنز کی ۱۳ ممبرات نے حصہ لیا۔ (باقی آئندہ)

روح پرور مجلس عرفان (بقیہ صفحہ ۱۰)

حاضر تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے غائب ہی غائب ہے جس کا شعور ہم براہ راست حواس خمسہ سے حاصل نہیں کر سکتے۔ اس زمانہ میں خدا کی ہستی پر غائب ہونے کا اعتراض کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اب تو سائنسدان روح کے موجود ہونے کے امکان پر صرف بحث ہی نہیں کر رہے بلکہ اس کے دلائل فزکس کے ذریعے دے رہے ہیں اور ایسے سائنسدان جو دہریہ ہیں دہریہ ہونے کے باوجود اب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ روح کے وجود (یعنی مادہ کے بعد انرجی کا ایک ذخیرہ جو ہمیں دکھائی نہ دیتا ہو اور نہ صرف آرگنائزڈ ہو بلکہ آرگنائزڈ سوچ بھی رکھتا ہو) کا قوی امکان ہے۔ اسے خارج از امکان نہیں کہا جا سکتا۔ (بشکریہ النصر ۲۳ر ستمبر ۸۸ء)

(مرتبہ:۔ ثریا غازی لندن)

حضور کی قبولیت دُعا کا نشان

مکرم عبدالرشید صاحب حیدرآبادی لندن سے یہ تحریر کرتے ہیں کہ ان کی بیٹی سلطانہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور صرف حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُعاؤں سے معجزانہ رنگ میں میڈیکل میں داخلہ مل گیا ہے۔ جب کہ ہر جگہ سے کوشش کرنے کے باوجود بھی کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اس نے ۲ سائنس نہ لینے کی وجہ سے اس کو میڈیکل میں داخلہ ملنا مشکل تھا۔ اس وجہ سے سلطانہ کو بی فارمیسی میں داخل کروا دیا گیا تھا۔ اور اس نے بہت اچھے نمبر لئے۔ جب حضور سے ملے تو حضور نے فرمایا کہ آپ کو کس نے کہا تھا کہ اس کو بی فارمیسی میں داخل کرائیں۔ ہماری بیٹی ڈاکٹر بنے گی۔ میں دُعا کروں گا۔ تب ہم نے تمام کالجوں کو دوبارہ خطوط لکھے اور ٹیلیفون کیا تو وہ ہی جواب تھا۔ اگلے دن پھر جب ٹیلیفون کیا گیا۔ تو جواب ملا کہ ایک سیٹ خالی ہوتی ہے۔ اور انٹرویو ہوا۔ اور وہ پاس ہو گئیں۔ اور ان کو میڈیکل میں جگہ مل گئی۔ اور خلیفۂ وقت کی بات پوری ہوئی۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ سلطانہ رشید کو کامیاب ڈاکٹر بنائے۔

مرزا وسیم احمد قادیان

درخواست دُعا:۔ مکرم محمد معین الدین صاحب حیدرآباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ میری چھوٹی لڑکی دردانہ بیگم بعمر ۹ سال ایک ماہ سے ایک عجیب و غریب بیماری میں مبتلا ہے۔ رات دن بخار رہتی رہتی ہے کئی ڈاکٹروں کو دکھایا گیا ہے کوئی مرض نہیں کہتے ہیں ہم بہت پریشان ہیں حضور کی خدمت میں بھی دُعا کی درخواست کی ہے۔ بزرگان سلسلہ درویشان کرام جملہ احباب جماعت سے بچی کی صحت کاملہ کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ نیز میرے والد بزرگوار محمد لعنت اللہ صاحب بھی دو ماہ سے چلنے سے معذور ہو گئے ہیں۔ اچانک گر جانے سے کولہے کی ہڈی ہٹ گئی ہے۔ علاج جاری ہے۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

تبلیغی و تربیتی جلسے

جماعتہائے احمدیہ بھارت میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ تحریک جدید کے جلسے اور تبلیغی و تربیتی اجلاسات منعقد ہوئے ۔ جن کی مختصر رپورٹ برائے ریکارڈ شائع کی جاتی ہے ۔

ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مندرجہ ذیل جماعتوں میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد ہوئے جن میں سیدنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند ترین اعلیٰ روحانی مقام اور آپ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر مقررین نے روشنی ڈالی ۔

(۱) بھبنیشور (۲) کیرنگ (۳) سونگھڑہ (۴) ہلدی پدا (اڑیسہ) (۵) جمشید پور (۶) خانپور ملکی (۷) موسی بنی مائنز (۸) سملیہ (بہار) (۹) الانلور (۱۰) ککنور (کیرالہ) (۱۱) شاہجہانپور (یوپی) (۱۲) شموگہ (کرناٹک) (۱۳) لجنہ اماء اللہ قادیان

ایمان افروز واقعات کے جلسے

نظارت دعوۃ و تبلیغ میں موصولہ رپورٹوں کے مطابق مندرجہ ذیل جماعتوں میں ایسے اجلاسات منعقد ہوئے جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے مکذبین و مکفرین کو مباہلہ کا کھلا چیلنج ' کے بارہ میں مقررین نے تقاریر کیں اور اس چیلنج کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے روشن نشانوں کے ظہور کا بھی ذکر کیا گیا ۔

(۱) بھاگلپور (بہار) (۲) آسنور (کشمیر) (۳) شورت (کشمیر) (۴) مدراس (۵) سونگھڑہ (اڑیسہ) نیز معلمین وقف جدید کے زیر انتظام (۶) پینگال (اڑیسہ) (۷) الانلور (کیرالہ) اور (۸) حیدرآباد میں بھی جلسے ہوئے ۔

جلسہ ہائے تحریک جدید

مندرجہ ذیل جماعتوں میں تحریک جدید کی اہمیت اور احباب کرام کی ذمہ داریوں کے موضوع پر اجلاسات منعقد ہوئے ۔

(۱) موسی بنی مائنز (۲) سملیہ (بہار) (۳) مدراس (۴) لجنہ اماء اللہ مدراس (۵) کالیکٹ (کیرالہ)

نمایاں کامیابی

مؤرخہ ۲۷/۱۰ کو احمدیہ کرکٹ ٹیم نے لگاتار دوسری مرتبہ ضلعی سطح پر بمقام دھاریوال کرکٹ ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل کی ہے الحمد للہ ۔ فائنل میچ میں D.A.V کالج بٹالہ کی ٹیم کو صرف تین رن سے شکست دیکر کپ جیتا ۔ احمدیہ کرکٹ ٹیم نے اس ٹورنامنٹ میں تمام میچ جیتے ۔ فائنل میچ میں احمدیہ ٹیم کے کپتان مکرم ظفر احمد ندیم صاحب مین آف دی میچ رہے ۔ کوارٹر فائنل میں مکرم بشیر احمد صاحب بدر اور سیمی فائنل میں مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ مین آف دی میچ رہے ۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ آئندہ مزید نمایاں کامیابیوں کے لئے دعا کریں ۔ خاکسار :-

افسر اسپورٹس صدر انجمن احمدیہ قادیان

اعلان نکاح

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مؤرخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک قادیان میں مکرم مولوی سی ۔ ٹی ۔ جمال الدین صاحب آف کلکینی ابن مکرم سی ۔ پی ۔ کنجی کویا صاحب مرحوم کارکن نظارت بیت المال آمد قادیان کا نکاح عزیزہ کے ۔ منصورہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مولوی کے ۔ محمد مولوی صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ ساکن الانلور کے ساتھ مبلغ چار ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا ۔ قارئین بدر سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے ہر طرح موجب رحمت و برکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔ (امیر الدین صاحب ۔ الانلور)

انعامی مقالہ

بعنوان " احمدیت نے دنیا کو کیا دیا ؟ "

صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے میں اراکین مجلس انصار اللہ بھارت کو دعوت دی جاتی ہے کہ " احمدیت نے دنیا کو کیا دیا ؟ " کے موضوع پر کم از کم بیس ہزار الفاظ پر مشتمل ٹھوس اور مدلل مقالہ تیار کریں ۔

یہ مقالہ دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں آخر فروری ۱۹۸۹ء تک پہنچ جانا چاہیئے ۔ منصفین جس مضمون کو معیاری قرار دیں گے ' اس مقالہ نگار کو مبلغ ایک ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا ۔ علم دوست حضرات توجہ فرمائیں ۔

جو دوست مقالہ تیار کرنا چاہتے ہوں ' وہ اپنے اسماء نیز مقالہ کی تیاری کے لئے وہ جو خاکہ تیار کریں اس سے بھی خاکسار کو مطلع فرمائیں ۔

نوٹ ۱ :- معیاری انعام یافتہ مقالہ کے جملہ حقوق بحق انصار اللہ مرکزیہ محفوظ ہوں گے ۔ نوٹ ۲ :- قبل ازیں دس ہزار الفاظ کی شرط رکھی گئی تھی اب اسمیں ترمیم کر کے بیس ہزار الفاظ کی شرط رکھی گئی ہے اس کو ملحوظ رکھا جائے ۔

خاکسار : محمد کریم الدین شاہد
(قائد اشاعت مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان)

انعامی مقالہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر مجالس بھارت کے خدام کو ایک ٹھوس اور مدلل مقالہ بعنوان " جماعت کی سو سالہ تاریخ اور افضال الٰہیہ کا نزول " تحریر کرنے کے لئے سرکلر بھجوایا گیا تھا جس کی میعاد ستمبر ۱۹۸۸ء مقرر کی گئی تھی ۔ اب اس انعامی مقالہ کی میعاد بڑھا کر ۳۱ جولائی ۱۹۸۹ء مقرر کر دی گئی ہے ۔ جملہ خدام متوجہ ہوں اور مقررہ میعاد کے اندر اندر اپنا مقالہ دفتر مرکزیہ کو ارسال فرمائیں ۔

صدر سب کمیٹی جوبلی جشن
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

لوائے احمدیت

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر جماعتی عمارات پر لوائے احمدیت لہرانے کی ہدایت ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوائے احمدیت صرف جماعتی عمارات پر لہرایا جائے ۔ مساجد پر جھنڈا نہیں لہرایا جاسکے گا ۔

لوائے احمدیت کی فراہمی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سپرد ہے ۔ عہدیداران جماعت سے گزارش ہے وہ جلد مطلع فرمائیں کہ انہیں اپنی جماعت کے لئے کس قدر پرچم مطلوب ہیں ۔ مہربانی کر کے ۱۳ دسمبر ۱۹۸۸ء سے پہلے پہلے اپنا آرڈر دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کو ارسال کر دیں ۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

درخواست دعا

مکرم سید ظہیر الدین محمود احمد صاحب آف بریلی (یوپی) کی ٹانگوں پر سخت چوٹ آئی تھی ۔ علاج جاری ہے تازہ اطلاع کے مطابق اب افاقہ ہے الحمد للہ ۔ صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے ۔
(ادارہ)

صد سالہ جشن تشکر کی نمائشوں کو شان خاتم الانبیاء کے دیدہ زیب ۱۲ رسالوں کے سیٹ سے آراستہ کیجئے ! (قائد اشاعت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

چیلنج مباہلہ کی تقسیم بیج دیپ جزیرہ میں

مکرم محمد کویا صاحب صدر جماعت احمدیہ لکیمبج دیپ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۲ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو ہمارے جزیرہ میں جہاز لنگر انداز ہوا۔ ۹۰ کاپیاں مباہلہ کی دستیاب ہوئیں۔ جو یہاں کے سربراہ حنیف خاں صاحب صدر کانگریس اور دیگر سرکردہ لوگوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس چیلنج مباہلہ کو ان سب کی ہدایت کا موجب بنائے

درخواست دعا

محترمہ محمودہ رشیدہ صاحبہ حیدر آباد سے تحریر فرماتی ہیں کہ میرے لڑکے فضل احمد عابد نے بی فارمیسی میں درجہ اول میں کامیابی حاصل کی ہے اور میرے سب سے چھوٹے لڑکے خالد عبدالناصر نے B.U.M.S سال دوم میں (Distinction) امتیازی کامیابی حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں ۲۰ روپے اعانت بدر میں ادا کر رہی ہوں۔ قارئین اخبار بدر سے درخواست دعا ہے کہ میرے دونوں بچوں کی نمایاں کامیابی ہر جہت سے خیر و برکت اور آئندہ مزید کامیابیوں کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوں۔ آمین

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO
31/5/6 LOWERCHITPUR ROAD
PHONE :- 275475
RESI :- 273903 } CALCUTTA - 700073

AUTHORISED JOBBERS PARTS Mahindra
Lucas-TVS
AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR - TREKKER
BEDFORD - CONTESSA
AUTHORISED DEALERS
PERKINS P3.P4.P6.P.354

تار کا پتہ :- "AUTOCENTRE
ٹیلیفون نمبرز :- { 28 — 5222 / 28 — 1652

آٹو ٹریڈرز
ہر قسم کی گاڑیوں۔ پٹرول و ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصل پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں
AUTO TRADERS
16. MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001 — ۱۶ مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ÷ جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTORE)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT
PLOT NO 6 GROUND FLOOR OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
BOMBAY - 400099
PHONE { OFFICE :- 6348179 / RESI :- 629389

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْآنِ
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE - 279203
CARDBOARD BOX MFG CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF - CARDBOARD
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE - PRINTERS
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
بروپرائیٹر :- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ :-
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون نمبر :- ۶۲۹۳۴۳

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔"
(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۱)

آٹو ونگس
AUTOWINS,
15, SANTHOME HIGH ROAD,
MADRAS, 600004
PHONE { 76360 / 74350

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ:- گورشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈرلیسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک - ۵۶۱۰۰ ۷ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:- 294

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے!"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS.
CHANDAN BAZAR BHADRAK DIST. BALASORE (ORISSA)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریل روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی (وُسٹ اینکو اور سٹیل (شیلف) کی بیس ایڈ اسرجی)

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"

(کشتی نوح)

پیشکش:-

ROYAL AGENCY
PRINTERS BOOKSELLERS & EDUCATIONAL
-SUPPLIERS
CANNANORE 670001 PHONE NO-4498
HEAD OFFICE {P.O. PAYANGADI-670303 (KERALA) PHONE-12

"پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:-

SARA Traders,
WHOLE SALE & DEALER IN HAWAI & P.V.C. -CHAPPALS
SHOE MARKET
NAYAPUL, HYDERABAD - 500002
PHONE No-522860

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

پتہ:- نمبر ۳/۲/۲/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش) فون نمبر ۲۹۱۷

"بعض فتوحات کا مدار ابتلاء پر ہوتا ہے۔"

ملفوظات جلد ہشتم ص۳۶۳

AIR ®
CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل، نیز ریہ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!